مسلمان میاں بیوی کے ازدواجی آدابِ زندگی

میاں بیوی کے حقوق

عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار لاہور

مسلمان میاں بیوی کے ازدواجی آداب زندگی

میاں بیوی کے حقوق

عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن
40-اردو بازار لاہور

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک اور رزاق ہے

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میاں بیوی کے حقوق

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عالم فقری

اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۰۵ء

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۰۰

زیر اہتمام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محسن فقری

منتظم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حسیب فقری

معاون ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ **جاوید فقری**

پریس ۔۔۔۔۔۔۔ اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۰/- روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

فہرست

خاوند کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فوقیت اور فضیلت دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد عورت سے پیدائشی طور پر قوی ہے۔ زیادہ ذہنی قوت کا مالک ہے۔ عورت کی نسبت زیادہ انتظامی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اپنے آپ کو محنت و مشقت میں ڈال کر مال کما کر عورت پر خرچ کرتا ہے۔ ان خوبیوں کی بنا پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمائی ہے:

(۱) وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ

مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

(البقرہ : ۲۲۸)

(۲) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ پس نیک فرمانبردار عورتیں۔ خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی حفاظت، اور نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا اندیشہ ہو تو انھیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انھیں مار کی سزا دو۔ پھر اگر وہ تمھارے حکم میں

فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۔ آجائیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو
اِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۔ بیشک اللہ بڑا بلند اور بڑی بڑائی والا
ہے۔ (نساء: ۳۴)

اس آیت میں مرد کی فضیلت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مرد اپنی کمائی سے عورت کی ہر لحاظ سے کفالت کرتا ہے اور اس پر بے دریغ اپنی دولت خرچ کرتا ہے۔ اسے بیرونی طاقتوں کے ظلم وستم سے بچاتا ہے اس لیے اسے برتری حاصل ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔

اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے

(الحجرات: ۱۳)

عورتیں دراصل انسانی جنس ہی سے پیدا کی گئی ہیں اور مردوں کی دلجوئی کے لیے بنائی گئی ہیں تاکہ مردوں کو ان سے محبت اور سکون حاصل ہو۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور تم میں محبت و

کتاب و سنت کے مطابق خاوند کے حقوق حسبِ ذیل ہیں :

۱۔ اطاعت و فرمانبرداری

اچھی بیوی وہ ہوتی ہے جو خاوند کی فرمانبردار ہو ۔ زندگی کے معاملات میں بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا ہر جائز کہنا مانے ۔ عورت نے گھریلو طور پر بے شمار امور سرانجام دینے ہوتے ہیں جن کا تعلق خاوند کی معاشی حیثیت سے ہوتا ہے اگر عورت اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہیں کرے گی بلکہ اپنی ناجائز باتیں خاوند سے منوائے گی تو گھر کا نظام درہم برہم ہوتا ہے گا اس لیے شریعت نے بنیادی طور پر عورت کے فرائض میں جو بات شامل کی ہے ، وہ خاوند کی فرمانبرداری ہے ۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی مندرجہ ذیل ہے ؛

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ ؏

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے ، رمضان کے روزے رکھے ، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کا حکم مانے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے اندر داخل ہو جائے ۔ (ابو نعیم ، حلیہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو عورت پابندی سے پانچوں وقت کی نماز پڑھے ۔ رمضان المبارک کے مکمل روزے رکھے اور اپنے آپ کو برائیوں سے بچائے یعنی اپنے نفس کو محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کی ان باتوں

میں فرمانبرداری کرے جن کی فرمانبرداری شریعت نے اس کے اوپر لازم کی ہے تو جو عورت زندگی بھر ان چار باتوں پر عمل کرتی رہے گی اسے آخرت میں جنت حاصل ہوگی۔ احادیث کے مطابق جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے بعض دروازے مخصوص اعمال کے لیے نامزد ہیں مگر مندرجہ بالا ایک عمل کرنے والی عورت جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہو جائے گی۔ اس طرح جنت میں داخل ہونا فرمانبردار بیوی کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خاوند کی فرمانبرداری کے بارے میں بڑے پیارے انداز سے یوں بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اُعْبُدُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَ

حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں جلوہ افروز تھے تو ایک اونٹ نے حاضر بارگاہ ہو کر آپ کو سجدہ کیا۔ آپ کے اصحاب نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کے لیے چارپائے اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا زیادہ حق ہے کہ آپ کے لیے سجدہ کریں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو تمھارا رب ہے اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند

تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَبْیَضَ کَانَ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ ؕ

زرد پہاڑ سے کالے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف لے جائے تو اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ (احمد)

ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کم از کم سات شب و روز خلوصِ دل سے اپنے شوہر کی تابعداری نیک کاموں میں کرتی رہے اور اس کو خوش رکھے تو اس کے ہفت اندام (شرمگاہ) پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی شخص کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا مقام بہت عظیم ہے اور کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی چاشنی نہیں پا سکتی جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے۔ اگر وہ سفر کے لیے جا رہی ہو اور اس کا خاوند اسے اپنی فطری ضرورت کے لیے بلائے تو سفر چھوڑ کر چلی آئے۔ (مجمع الزوائد۔ ج۴)

ایک اور حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ عورت کے لیے مرد کی رضامندی کو ہر دم اپنے اوپر واجب العمل رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر عورت سے سخت ترین کام بھی کرنے کے لیے کہا جائے تو اس کے لیے اس کی تعمیل واجب ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں :

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں

اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا - وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَاَةً اَنْ تَنْقِلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ ؞

کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے ۔ اگر مرد اس بات کا حکم دے کہ اس سُرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سُرخ پہاڑ تک پتھر اٹھا کر لے جائے تو اس پر اس کی تعمیل واجب ہو گی ۔

(ابن ماجہ)

-:-

یہی بات ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے :

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ؞

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے ۔ (ترمذی)

ان احادیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا، کہ اللہ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ کرنا حرام ہے اور شرک ہے اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے، اس سے شوہر کے حقوق کا خصوصی دھیان رکھنے کی تاکید مقصود ہے ۔

ایک بدصورت شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی، اس کے حسن و جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیری عورت تیرے ساتھ کیا رتاؤ کرتی ہے اور تجھے کس نظر سے

دیکھتی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری بلا اجازت گھر سے باہر نہیں جاتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں بلکہ میری خدمت کی طرف دھیان ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا جا اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن و جمال کے وہ اپنے شوھر کی تابعداری کرتی ہے۔ اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔ (طبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر عورت آخرت کی نجات چاہتی اور بہشت چاہتی ہے تو حق تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی نہیں حاصل ہوتی جب تک اس کا خاوند اس کے کام میں خوش نہ ہو۔ (طبرانی)

نیک بخت بیوی کا ملنا اللہ تعالیٰ کا ایک طرح کا انعام ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کے لیے تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ جس چیز کا انسان انتخاب کرتا ہے وہ نیک بخت اور خوبصورت بیوی ہے کیونکہ نیک بیوی کا انتخاب کرنے سے انسان کا دین اور دنیا مکمل ہوتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہونا چاہیئے کہ جب شادی کا ذریعہ بنے تو جو عورت اسے حاصل ہو وہ نیک بخت ہونی چاہیئے۔ نیک بخت بیوی کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ خصوصیات یہ ہیں:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَھَا

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔ مومن نے اللہ کے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی بھلائی حاصل نہیں کی، اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرتی ہے اس کی

أَطَاعَتْهُ وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ ۞

طرف دیکھے تو خوش کرتی ہے اگر اس پر قسم ڈالے تو پورا کر دیتی ہے اور اگر وہ غائب ہو تو جان و مال میں اس کی خیر خواہی کرتی ہے۔ (ابن ماجہ)

نیک بیوی کی پہلی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خاوند کی فرمانبردار ہوتی ہے اس کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خوبصورت ہوتی ہے جب خاوند اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کے جذبات کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اسے کسی بات کی قسم دیتا ہے تو وہ اسے پورا کرتی ہے اور جب خاوند موجود نہیں ہوتا تو وہ خاوند کے لیے اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہے اور خاوند کے مال کی دیکھ بھال کرتی ہے اور اس میں خیانت نہیں کرتی۔ غرضیکہ عورت کی یہ صفات ایسی ہیں کہ مرد کے لیے ایسی نیک بیوی کا ہونا دنیا میں جنت کی مثل ہے۔

پس ہر عورت کو چاہیئے کہ شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر لازم کرلے کہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لیے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے۔ اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے اور اسے یہ بھی چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں پسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے۔ اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے اور بات چیت کرنے میں اس کا ذوق کیا

اور کیسا ہے۔ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے۔ ہرگز ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

حکایت ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت بڑی عابدہ تھی اور ان کے بادشاہ کی لڑکی تھی۔ ایک شہزادے نے ان سے منگنی کی درخواست کی اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر اپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے واسطے ایک عابد، زاہد نیک آدمی کی تلاش کر جو فقیر ہو۔ لونڈی عابد اور زاہد آدمی کی تلاش میں نکلی اور ایک عابد زاہد کو شہزادی کی خدمت میں لے آئی شہزادی نے اس سے پوچھا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمھارے ساتھ قاضی کے پاس چلی چلوں۔ فقیر نے اس بات میں رضامندی کا اظہار کیا اور یہ دونوں قاضی کے پاس پہنچے اور نکاح ہو گیا۔ شہزادی نے فقیر سے کہا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ فقیر نے کہا واللہ! اس کمبل کے سوا کوئی چیز میری ملک نہیں ہے اس کو رات کے وقت اوڑھتا ہوں اور یہی دن میں پہنتا ہوں۔ اس نے کہا میں تیری اس حالت پر راضی ہوں۔ چنانچہ فقیر شہزادی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ وہ دن بھر محنت کرتا تھا اور رات کو اتنا پیدا کر لاتا تھا جس سے افطار ہو جائے۔

شہزادی دن کو روزہ رکھتی تھی اور شام کو افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھی اور کہتی تھی۔ اب میں عبادت کے واسطے فارغ ہوئی۔ ایک دن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو شہزادی کے واسطے لے جائے۔ اس سے انھیں شاق گزرا اور وہ بہت گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری بی بی روزہ دار گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے کہ میں ان کے لیے کچھ لے آؤں گا اور سوچ کر وضو اور نماز پڑھ کر دعا مانگی اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں دنیا کے واسطے کچھ نہیں طلب کرتا

صرف اپنی نیک بی بی کی رضامندی کے لیے مانگتا ہوں ۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما ۔ تو ہی سب سے اچھا رازق ہے ۔ اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا ۔ فقیر موتی لے کر اپنی بی بی کے پاس گئے ۔ جب انھوں نے اسے دیکھا تو وہ ڈر گئیں اور کہا یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو ۔ ایسا قیمتی موتی تو میں نے اپنے باپ کے پاس بھی نہیں دیکھا ۔ درویش نے کہا آج میں نے رزق کے واسطے محنت کی لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا تو میں نے سوچا میری نیک بی بی افطار کے لیے گھر میں میرا انتظار کر رہی ہوں گی ۔ میں خالی ہاتھ کیسے جاؤں ، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو حق تعالیٰ نے یہ موتی عنایت فرمایا اور آسمان سے نازل فرمایا ۔ شہزادی نے کہا اسی جگہ جاؤ جہاں تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور اس سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو اور کہو اے اللہ! اے میرے مالک! اے میرے مولا! اگر یہ موتی تو نے ہمیں دنیا میں روزی کے طور پر عنایت فرمایا ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر ہمارے آخرت کے ذخیرے میں سے عطا فرمایا ہے تو اسے واپس لے لے ۔ درویش نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے موتی واپس لے لیا ۔ فقیر نے واپس آکر اس کے واپس لینے کی حقیقت سے شہزادی کو آگاہ کر دیا ۔ تو شہزادی نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور کہا اے اللہ! تو بڑا رحیم اور کریم ہے ۔ (قصص الاولیاء)

اچھی عورت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عورتوں میں سب سے افضل ترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق فرمانبرداری کرتی رہے سوائے ان کاموں کے جو گناہ کے کام ہیں ۔ ایسی عورت کو رات اور دن ہر روز ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے ، جو

خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس کے اجر کی توقع خدا سے رکھتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے

اسلام میں خاوند کے ازدواجی حقوق کی بہت اہمیت ہے بلکہ شریعت نے بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت کو اس حد تک ضروری قرار دیا ہے کہ اگر عورت نفلی عبادت کرنا چاہے تو اس سے اجازت لے کر کرے لہذا کسی بیوی کو خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ جب مرد کو عورت کی ضرورت ہو تو اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہو۔ اس طرح اس کے حقوق میں خلل واقع ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَتْ زَوْجِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ وَیُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ وَلَا یُصَلِّی الْفَجْرَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَہٗ قَالَ فَسَاَلَہٗ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا قَوْلُھَا یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ فَاِنَّھَا تَقْرَاُ

حضرت ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی جبکہ ہم حاضر خدمت تھے۔ وہ عرض گزار ہوئی میرے خاوند حضرت صفوان بن معطلؓ مجھے مارتے ہیں جب میں نماز پڑھتی ہوں اور روزے چھڑا دیتے ہیں جب میں روزے رکھتی ہوں اور صبح کی نماز پڑھتے ہیں جب سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت صفوانؓ حاضر خدمت تھے تو آپؐ نے عورت کی شکایات کے متعلق ان سے پوچھا عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! جہاں تک

بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا قَالَ
فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ
سُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَكَفَتِ
النَّاسَ قَالَ وَاَمَّا قَوْلُهَا
يُفَطِّرُنِيْ اِذَا صُمْتُ فَاِنَّهَا
تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَا رَجُلٌ
شَابٌّ فَلَا اَصْبِرُ - فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ امْرَاَةٌ اِلَّا
بِاِذْنِ زَوْجِهَا وَاَمَّا قَوْلُهَا
اِنِّيْ لَا اُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ فَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ
قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لَا نَكَادُ
نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ
قَالَ فَاِذَا اسْتَيْقَظْتَ يَا
صَفْوَانُ فَصَلِّ ٭

اس کی یہ بات ہے کہ نماز پڑھتی ہوں تو یہ
مجھے مارتے ہیں۔ تو یہ دو سورتیں پڑھتی ہے
جن سے میں نے منع کیا۔ چنانچہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر ایک
سورت ہوتی تو بھی لوگوں کو کفایت کرتی۔ اس
کا یہ کہنا کہ روزے رکھتی ہوں تو روزے
چھڑا دیتے ہیں۔ یہ برابر روزے رکھتی
چلی جاتی ہے جبکہ میں جوان آدمی ہوں
لہٰذا صبر نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت روزے نہ رکھے
مگر اپنے خاوند کی اجازت سے۔ اس کا
یہ شکوہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا مگر سورج نکلے
تو حضور! ہم ایسے گھر والے ہیں کہ ہمارے متعلق
مشہور ہے کہ ہم بیدار نہیں ہوتے مگر سورج
طلوع ہوتے پر۔ فرمایا صفوان! جب تم
بیدار ہو جاؤ تو نماز پڑھ لیا کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

٭٭٭

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزہ نہ رکھے۔ یہی بات ایک اور روایت میں یوں بیان ہوئی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اَنَّ حَقَّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِہٖ اَنْ سَأَلَھَا نَفْسَھَا وَھِیَ عَلٰی ظَھْرِ بِعِیْرٍ اَنْ لَّا تَمْتَنِعَہٗ نَفْسَھَا وَمِنْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَی الزَّوْجَۃِ اَنْ لَا تَصُوْمُ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَاِنْ فَعَلَتْ جَاعَتْ وَعَطَشَتْ وَلَا یُقْبَلُ مِنْھَا ۔ وَلَا تَخْرُجُ مِنْ بَیْتِھَا اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْھَا مَلَائِکَۃُ السَّمَآءِ وَمَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ حَتّٰی تَرْجِعَ ؎

بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے اپنی خواہش کے لیے بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ سفر کے لیے اونٹ کی پشت پر ہو۔ اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اور اگر رکھے تو وہ قبول نہیں ہوں گے وہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگر نکلی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک کہ وہ لوٹ کر نہیں آتی۔ (بزاز)

خاوند کی اطاعت کے سلسلے میں عورت کو تاکید فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرضی عبادت کو مقدم رکھنے کے ساتھ اگر کبھی خاوند اپنی نفسانی ضرورت کے تحت نفل روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو اس کا حکم مان لو۔ اس صورت میں عورت اگر اپنی مرضی سے شوہر کی رضا مندی کے بغیر نفل روزہ رکھے گی، تو اس کا ایسا کرنا اللہ کو پسند نہ ہو گا۔

قبولیت نماز کے لیے خاوند کو راضی رکھنے کی تاکید

اللہ تعالےٰ نے عورت کے لیے اس بات کو بالکل ناپسند کیا ہے کہ اس کا خاوند اس کی ناپسندیدہ حرکات سے ناراض ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس بات کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ جس

عورت کا خاوند اس سے ناراض رہتا ہو تو اسے چاہیئے کہ نماز پڑھنے کے ساتھ خاوند کو راضی رکھے تا کہ اس کی نماز قبول ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس عورت کا خاوند ناراض رہتا ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعُ يَدَهٗ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ ؂

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ کوئی نیکی اوپر اٹھتی ہے۔ فرار ہونے والا غلام[۱] یہاں تک کہ اپنے مالکوں کی طرف واپس لوٹے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھے۔ وہ[۲] عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ نشے[۳] والا جب تک ہوش میں نہ آئے

(بیہقی - شعب الایمان)

اس حدیث پاک میں عورت کو بڑے عمدہ انداز میں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو زندگی کے معاملات میں ناراض نہ کرے کیونکہ خاوند نے سارا دن بڑی مشقت کے ساتھ روزی کما کر اس کے لیے لانا ہوتی ہے جس سے گھر کی گزر اوقات چلتی ہے۔ اگر وہ خاوند سے ناراض رہے گی تو خاوند ذہنی طور پر پرسکون نہ رہ سکے گا۔ اس طرح عورت کا ترش رویہ آمدن پر اثر انداز ہو گا۔ جس سے گھریلو اخراجات متاثر ہوں گے۔ اس وجہ سے عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو کسی صورت میں بھی ناراض نہ کریں تا کہ گھریلو زندگی خوشگوار رہے

نافرمانی کی مذمت

عورت کو خاوند کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافرمانی کرنے والی عورتوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آخرت میں اگر وہ اپنا انجام اچھا چاہتی ہیں تو انھیں شوہروں کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ۔ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلُ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکِ مِنْ نُقْصَانِ

حضرت ابو سعید خدری رضؓ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ جاتے ہوئے عورتوں کے پاس سے گزرے تو ان سے فرمایا اے گروہ خواتین نیکی کرو۔ کیونکہ میں تم میں زیادہ تر کو جہنمی دیکھتا ہوں۔ وہ عورتیں عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا تم آپس میں ایک دوسرے پر لعنت ملامت زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے نہیں دیکھا کہ ایک ناقص عقل اور ناقص دین رکھنے والی کسی ہوشیار مرد کی عقل کو تم سے زیادہ ضائع کرے۔ اس پر ان خواتین نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل میں کمی اور نقصان کا سبب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد کی نصف شہادت کے برابر نہیں ہوتی ہے کہنے لگیں بیشک آپ نے فرمایا

عَقْلِهَا قَالَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا ۝

یہی ان کی عقل کا نقصان ہے ۔ اور دین کا نقصان یہ ہے کہ ماہواری کے دنوں میں نہ تو نماز ادا کر سکتی ہیں اور نہ روزہ رکھ سکتی ہیں ۔

(بخاری)

اس حدیث کے مضمون سے عورتوں کو سمجھ جانا چاہیئے کہ جو مقام مرد کا ہے وہ عورت کا نہیں ہے اس لیے بیوی کے لیے بہتری اس میں ہے کہ وہ مرد کی اطاعت شعار اور خدمت گزار ہو اور اسی میں اس کی نجات ہے ۔

۲۔ حقِ زوجیّت

مرد کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا عورت کا فرض ہے یعنی بیوی خاوند کی خواہش کے مطابق اس کا حقِ زوجیت ادا کرے اور دلی طور سے اپنے خاوند سے محبت رکھے کیونکہ بیوی کی محبت ہی باقی تمام حقوق کی ادائیگی کا سبب بنتی ہے ۔ اگر عورت کے دل میں اپنے مرد کے لیے محبت نہ ہو تو پھر مرد کی زندگی تلخ ہو جائے گی ۔ جس سے زندگی کی رعنائی اور سکون ختم ہو جائے گا اس لیے میاں بیوی میں محبت کا ہونا ضروری ہے ۔

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَأْتِهٖ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ ۝

حضرت طلق بن علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بلائے تو عورت کو اس کا حکم ماننا چاہیئے اگرچہ وہ کھانا پکانے میں مشغول ہو ۔ (ترمذی)

میاں بیوی کا آپس میں جو تعلق ہے وہ [illegible] آپس میں ان کی جو

طبعی خواہش ہوتی ہے وہ کسی اور سے پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لیے دونوں کے لیے ضروری ہے کہ جب ان میں سے کسی کو طبعی خواہش ہو تو دوسرا اس کی ضرورت کو بڑی وسعتِ قلبی کے ساتھ پورا کر دے اگر میاں بیوی آپس میں بشری تقاضوں کو پورا نہ کریں گے تو ایک دوسرے پر بڑی زیادتی ہوگی۔ مگر اس میں مرد کو عورت پر کچھ فضیلت دی گئی ہے کہ مرد جب عورت کو اپنے مقصد کے لیے طلب کرے تو اسے خدمت کے لیے حاضر ہو جانا چاہیئے۔ یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهَا فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا۔

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس شوہر کی بیوی اس کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے اس عورت سے اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔ (مسلم)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ اس سے راضی نہ ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور فرمان میں بتایا گیا ہے کہ فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ

اِلٰی فِرَاشِہٖ فَلَمْ تَاْتِہٖ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو تو صبح تک
فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْھَا فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں
لَعَنَتْھَا الْمَلٰٓئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ نے مرد کو اتنا بلند مقام دیا ہے کہ عورت کو ہر طرح سے پابند کیا گیا ہے کہ وہ مرد کی اطاعت کرے۔ اگر وہ شوہر کے بلانے پر نہ جائے اور اس کا مرد اس سے ناراض رہے تو رات بھر فرشتے اس عورت پر شوہر کا حکم نہ ماننے پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ عورت کی کتنی بدنصیبی ہے کہ فرشتے اس پر لعنت کا اظہار کریں۔

اللہ تعالیٰ نے حیا کو پسند فرمایا ہے اس لیے بیوی کے پاس جانے میں حیا کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ بیوی کے ساتھ علیحدگی میں سوتے وقت اسلام کے مقرر کردہ آداب پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ صحبت سے قبل میاں بیوی کا جسم پاک ہونا چاہیئے۔ بیوی کے ساتھ صحبت ایسے مقام پر کرنی چاہیئے جہاں کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔ بند کمرے میں بیوی کے ساتھ سونا بہتر ہے۔ صحبت کے وقت روشنی کو بند کر لینا چاہیئے۔ ایک دوسرے کی شرمگاہوں کی طرف بالکل نہ دیکھا جائے۔ ہمبستری کے وقت چادر یا کوئی اور چیز اپنے اوپر رکھنا بہت اچھا ہے۔ صحبت کے لیے نصف شب کے بعد کا وقت بہت موزوں ہے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد صحبت سے اجتناب کرنا چاہیئے تاکہ صحت متاثر نہ ہونے پائے۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ صحبت کرنے میں قبلہ کی طرف سے منہ پھیرلے اور اس سے محبت بھری باتیں کرے پھر اظہارِ محبت سے اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، مرد کو چاہیئے کہ اپنی عورت پر

جانور کی طرح نہ گرے۔ صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! وہ قاصد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، بوس وکنار جب کرنا چاہے تو کہے "بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اور اگر قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھ لے تو بہتر ہے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا ۞	اے اللہ! دور رکھ مجھے شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نے مجھے عطا کی ہے۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص یہ دعا پڑھے گا اس کے ہاں جو فرزند پیدا ہوگا شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور انزال کے وقت اس آیت کریمہ کا دھیان رکھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۞	سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا پس کر دیا اس کو نسب اور سسرال والا۔

اور جب منزل ہونے لگے تو رکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں مرد کی عاجزی کی نشانی ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کو دیکھے کہ اس سے دوستی رکھتا ہے اور اس کا نام دریافت نہ کرے۔ دوسری یہ کہ کوئی بھائی اس کی تعظیم وتکریم کو رد کر دے۔ تیسری یہ کہ بوس وکنار سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے لگے۔ اور جب اس کی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نہ کرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ چاند رات اور پندرھویں شب اور مہینے کی آخر رات صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتوں میں صحبت کرنے کے وقت شیطان حاضر

ہو تے ہیں۔ اور حالتِ حیض میں صحبت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتھ برہنہ سونا درست ہے۔ اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی صحبت نہ کرنی چاہیئے۔ جب ایک بار صحبت کر چکے اور دوبارہ ارادہ کرے تو چاہیئے کہ اپنا بدن دھولے۔ اگر ناپاک آدمی کوئی چیز کھانا چاہے تو چاہیئے کہ وضو کرلے اور اگر سونا چاہے تو بھی وضو کرلے اگرچہ نجس رہے گا کہ سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے بال نہ منڈوائے، ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کی حالت میں اس سے بال و ناخن جدا نہ ہوں۔

بیوی سے خلوت کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ اُوْحِيَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوْا حَرْثَکُمْ - الآیۃ۔ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَیْضَۃَ ؞

حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی گئی "تمھاری عورتیں تمھارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں (۲ : ۲۲۳) آگے یا پیچھے سے لیکن مقعد اور حیض والی سے بچتے رہنا۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اِمْرَاَتَہٗ قَالَ اللّٰھُمَّ جَنِّبْنِي الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنِيْ ثُمَّ کَانَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ لَمْ یُسَلِّطِ اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت ابن عباس رضؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی بیوی کے پاس جائے تو یہ کہے "اللّٰھم جنّبنی الشیطان و جنّب الشیطان ما رزقتنی" پھر اگر ان کا لڑکا ہوگا تو اللہ اس پر شیطان کو مسلط نہ کرے گا یا شیطان اسے

الشَّيْطَانُ اَوْ لَمْ يَضُرُّهُ ؛

نقصان نہ پہنچائے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَاْتِيْ اَهْلَهُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا ؛

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے اگر اس وقت اللہ کا نام لے کر یوں کہے "اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور اسے بھی شیطان سے دور رکھنا جو تو ہمیں مرحمت فرمائے" پھر اگر ان کے مقدر میں ہے اور انھیں کوئی اولاد دی گئی تو شیطان کبھی اسے ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ (بخاری)

عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ ؛

حضرت خزیمہ بن ثابت رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ لہٰذا عورتوں سے ان کی دبروں میں صحبت نہ کیا کرو۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَى امْرَاَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا ؛

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے جو اپنی عورت کے پاس اس کی دبر میں آئے۔

(ابوداؤد)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس

وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِي الدُّبُرِ ۔

آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی آدمی یا عورت کے پاس اس کی دبر سے آتا ہے۔

(ترمذی)

عَنْ حُكَيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَاْتِيْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَلَّا تُرِيَهَا اَحَدًا فَلَا تُرِيَهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ ۔

حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری شرمگاہوں میں ہمیں کس بات کی اجازت ہے اور کس بات کی ممانعت ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنی پیشاب گاہ اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ اوروں سے محفوظ رکھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر لوگ بیٹھے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا اگر ممکن ہو کہ کوئی دوسرا نہ دیکھے تو ایسا ہی کرو۔ میں نے عرض کیا اگر میں اکیلا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا پھر اللہ لوگوں سے زیادہ شرم کا مستحق ہے

(ابن ماجہ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت شیطان کی صورت میں آتی اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت پسند آجائے اور اس کی صورت

الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِيْ قَلْبِهٖ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهٖ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ ‎:‎

دل میں سما جائے تو اسے اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے صحبت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنا اس کے دلی خیال کو دور کردے گا۔ (مسلم)

الغرض جماع کے متعلق مستحب اور سنت یہ ہے کہ بسم اللہ سے اس عمل کو شروع کرنے۔ پہلے سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے پھر اپنی بیوی سے ہم بستری شروع کرے اور دعا پڑھے جو حدیث پاک میں بیان ہو چکی ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور مذکورہ دعا پڑھ لے اور اسی صحبت سے اللہ کوئی اولاد بخشے تو اس کے اور اس کی اولاد کے سانس کی گنتی کے برابر تیرے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

حکایت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تمام شیاطین اپنے آقا ابلیس کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آج روئے زمین کے تمام بُت سر کے بل اوندھے نظر آئے۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا یقیناً آج کوئی نئی بات پیش آئی ہوگی، تم یہاں ٹھہرو میں زمین پر جا کر دیکھتا ہوں۔ ابلیس نے گھوم پھر کر دیکھا، کچھ نظر نہ آیا۔ آخر ایک جگہ کچھ فرشتوں پر نظر پڑی کہ فرشتے ایک بچے کو گھیرے ہوئے تھے۔ ابلیس اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور انھیں بتلایا کہ آج رات ایک نبی (علیہ السلام) پیدا ہوئے ہیں۔ اب تک دنیا میں جتنے حمل ٹھہرے، مجھے ان کی خبر رہی اور میری ہی موجودگی میں وضع حمل ہوا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھے نہ اس عورت کے حمل کی اطلاع ہوئی اور نہ وضع حمل کا پتہ چلا۔ شاید یہ اس عورت کی نیکی اور کثرتِ ذکرِ الٰہی کی وجہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ جب مرد اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت نیک نیتی کے ساتھ کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے افضل ہو جاتا ہے جب مباشرت کے بعد غسل کرتا ہے تو بدن کے جس بال پر سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور غسل کرنے کے بعد اگر اللہ کی خوشنودی کے لیے دو رکعت نفل نماز اس انداز سے پڑھے کہ ہر رکعت میں دس دفعہ الحمد کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے تو اس کے عوض میں جو چیز اسے دی جاتی ہے وہ دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے سب سے افضل ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس سرد رات میں غسلِ جنابت کے لیے اٹھا ہے اور مجھے یاد کیا ہے (غنیۃ الطالبین)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کے لیے بنی سنوری رہے گی تو دو سو برس کی عبادت کا ثواب پائے گی بشرطیکہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ہو۔ (بیہقی)

۳۔ احترامِ خاوند

بیوی کے لیے لازم ہے کہ گھریلو ماحول میں، بات چیت میں، رہن سہن میں، خاوند کے ساتھ ازدواجی تعلقات میں خاوند کے ادب اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھے اور گھر میں اس کے آرام کا خیال رکھے۔ کمائی کے سلسلے میں مرد کا تھک جانا جسم کا فطری تقاضا ہے اس لیے دن کے کاروبار سے خاوند جب گھر واپس آئے تو عورت کو چاہیئے کہ اپنی ہر طرح کی مصروفیات ترک کر کے اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی دلجوئی کرے۔ گھر میں جس چیز کی اسے ضرورت ہو وہ فوراً مہیا

کرے، اگر کھانے کی اسے ضرورت ہو تو اس کے آنے کے وقت پر کھانا تیار کر کے رکھے یعنی ہر طرح سے اس کے سکون کا انتظام کرے۔ ایسی بیوی انتہائی نیک ہوگی اور اللہ کی بارگاہ میں بیحد مقبول ہوگی۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا اِمْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ ؛	حضرت ام سلمہ رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عورت اپنے خاوند کو راضی رکھے تاکہ اس کا دین اور دنیا سنور جائے۔ جس عورت نے تمام عمر اپنے خاوند کو خوش رکھا ہوگا جب وہ اس دنیا سے جائے گی تو اس کا بدلہ جنت ہوگا۔ لہذا مرد کا راضی ہونا عورت کے لیے بڑی چیز ہے۔ کیونکہ عورت مرد کے لیے بنائی گئی ہے۔ عورت جہاں دوسرے نیک کام کرتی ہے ان کے ساتھ اسے مرد کی خوشنودی کو بھی شامل کر لینا چاہیئے مرد کی فرمانبرداری کا تقاضا یہی ہے کہ شریعت کی حدود میں رہ کر اس کا کہا مانا جائے۔ اگر عورت کی سوچ شریعت کے اس بنیادی اصول کے خلاف ہوگی یعنی وہ ہر وقت یہی توقع کرے کہ خاوند ہی اس کے لیے سب کچھ کرے اور حقوق کی آڑ میں خاوند کو زیر رکھے تو اس سے اللہ اور اس کا رسولؐ ناراض ہوگا۔ اور آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ کیونکہ قیامت کے دن جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔ اس کی وجہ یہی ہوگی کہ زندگی میں وہ اپنے خاوندوں کو تنگ کرتی ہوں گی اور ان کا ادب و احترام نہ کرتی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ عورت کو مرد کے ساتھ اور مرد کو

اپنی بیوی کے ساتھ ادب و احترام سے رہنے کی سوچ عطا فرمائے۔

حکایت

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریک زندگی تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا۔ میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہار حیرت کیا اور پوچھا کہ کیا تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پہ خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی تم غلطی پر ہو۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کے صلے میں مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کی بیوی ہونے کی توفیق دی۔ اور اللہ نے مجھ پر یہ بہت بڑا کرم فرمایا اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ کی مرضی شامل ہے۔ بھلا جو چیز اللہ نے میرے لیے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ ہوں۔ (احیاء العلوم)

خاوند کو خوش رکھنے کا اجر

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند کی آراستگی اور بھلائی کے لیے کوئی چیز اٹھاتی یا رکھتی ہے اسے اس کے عوض میں ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر کو خوش رکھتی ہے اور حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے اور جب اسے دردِ زہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر دفعہ کے عوض میں بھی عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

خاوند کے ادب واحترام کا واقعہ

ایک بدصورت شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی اس کے حسن و جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیری عورت تیرے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے اور تجھے کس نظر سے دیکھتی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری بلا اجازت گھر سے باہر نہیں جاتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں بلکہ میری خدمت کی طرف دھیان ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا جا اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن و جمال کے اپنے شوہر کی تابعداری کرتی ہے اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔ (طبرانی)

بیوی پر شوہر کے حق کی مثال

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک حسین دوشیزہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں جوان ہوں، لوگ مجھے شادی کے پیغامات بھیجتے ہیں لیکن مجھے شادی پسند نہیں ہے، اب آپؐ یہ بتادیجیے کہ میں شادی کروں یا نہیں؟ فرمایا ضرور کرو۔ شادی کرنے ہی میں تمھاری خیر ہے۔ اس کے بعد اس دوشیزہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ بتلا دیجیے کہ عورت پر شوہر کا کیا حق ہے؟ فرمایا شوہر کے حقوق تو بہت سے ہیں اس کے حقوق کا اندازہ تم اس طرح سمجھ لو کہ اگر شوہر کا جسم سر تا بہ قدم پیپ سے سڑ رہا ہو اور بیوی اپنی زبان سے اسے چاٹے تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (احیاء العلوم)

عورت کو طعنہ زنی سے پرہیز کرنی چاہیے

عورت کے لیے ضروری ...

باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصے میں چلّا چلّا کر بولے۔ نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے۔ نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوسنے دے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان وسامان وغیرہ کو حقیر بتائے نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر بُرا لگے اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام لڑائی جھگڑے کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکے اور سسرال والوں دونوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں۔

خاوند سے نرم لہجے میں بات کرنا

خاوند کے احترام کے پیش نظر خاوند سے ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرنی چاہیئے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا	حضرت نعمان بن بشیرؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی تو حضرت عائشہؓ کی بلند آواز سنی، جب اندر داخل ہوئے

دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا اَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجُزُهُ وَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ كَيْفَ رَاَيْتِنِيْ اَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَتْ فَمَكَثَ اَبُوْبَكْرٍ اَيَّامًا ثُمَّ اسْتَاْذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا اَدْخِلَانِيْ فِيْ سِلْمِكُمَا كَمَا اَدْخَلْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا ؕ

تو طمانچہ مارنے کے لیے حضرت عائشہ رضؓ کو پکڑا اور فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آواز اونچا کرتی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں روکتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ غصے کی حالت میں نکل گئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ باہر چلے گئے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے کیسا دیکھا کہ میں نے تمھیں اس شخص سے چھڑایا؟ حضرت ابوبکرؓ کئی روز نہ آئے پھر اجازت مانگی تو دونوں میں صلح ہو چکی تھی۔ چنانچہ دونوں سے کہا کہ مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کرلو جیسے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے ایسا کرلیا۔

(ابوداؤد)

۴۔ خاوند کے مال اور گھر کی حفاظت

مرد کا اپنی بیوی پر ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرے۔ شادی کے بعد میاں بیوی نے ایک نیا گھرانہ آباد کرنا ہوتا ہے۔ خاوند کا کام ہے کہ وہ کماکر لائے اور بیوی کا فرض ہے کہ اس مال کو سلیقے سے خرچ کرنے کے بعد جو مال بچے اس کی حفاظت کرے اس میں خیانت نہ کرے۔

اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی مندرجہ ذیل ہے :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِىَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَّلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَّزَوْجَةٌ لَّا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهٖ ۔ (بیہقی ۔ شعب الایمان)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو دی گئیں تو اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مرحمت فرمائی گئی۔ شکر ادا کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان۔ تکلیفوں میں صبر کرنے والا بدن اور پس پشت اپنی جان اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔

اس حدیث پاک میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اس میں کبھی بھی خیانت نہ کرے۔ گھر کا تمام مال چونکہ مرد کی کمائی سے بنتا ہے اس لیے اس میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے۔ اگر خاوند سے پوشیدہ طور پر عورت گھر کی چیزیں اپنے رشتہ داروں کو دے گی تو وہ خیانت کی مرتکب ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے عورت کو سختی سے منع فرمایا ہے۔

خاوند کا کام کمانا اور گھر میں لانا ہے وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ لامحالہ عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑے گا۔ اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے۔ امانت داری کے ساتھ اپنے اوپر اور شوہر کی اولاد پر اور اس کے ماں باپ پر خرچ کرے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قِيْلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کون سی

اَیُّ النِّسَآءِ خَیْرٌ قَالَ الَّتِیْ
تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیْعُہٗ
اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ
نَفْسِہَا وَلَا فِیْ مَالِہَا بِمَا
یَکْرَہُ ۔

عورت بہتر ہے؟ فرمایا کہ جب خاوند اس کی
طرف دیکھے تو خوش کر دے۔ جب حکم دے
تو تعمیل کرے اور جان و مال میں اس کے
خلاف نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔
(نسائی شریف)

بیوی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کرے۔ فرمانِ نبویؐ ہے " عورت کے لیے حلال نہیں کہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے۔ ہاں ایسا کھانا کھا سکتی ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر بیوی خاوند کی رضامندی سے کھائے گی تو اسے خاوند کے برابر ثواب ملے گا ورنہ خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے گی تو خاوند کو اجر ملے گا بیوی پر گناہ ہو گا۔ اس لیے والدین کا فرض ہے کہ وہ لڑکی کی بہترین تربیت کریں۔ اسے ایسی تعلیم دیں جس سے وہ عمدہ رہن سہن اور خاوند سے بہتر برتاؤ کے آداب سیکھ جائے۔

گھر کی نگہبانی میں یہ امر بھی شامل ہے کہ بیوی امورِ خانہ داری میں دلچسپی لے اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کی زندگی کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے۔

حضرت عائشہ رضؓ اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھوتیں اور سر مبارک میں تیل لگاتی تھیں۔ گھر کا تمام کام کاج خود کرتی تھیں۔

حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ گھر کا تمام اندرونی کام کاج کھانا پکانا، چکی پیسنا، کپڑے دھونا، گھر میں جھاڑو دینا وغیرہ سب تمہاری مادرِ گرامی خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتی تھیں اور انھیں کاموں کے درمیان ہماری ضرورتیں دودھ پلانا، نہلانا

کپڑے بدلوانا، وقت پر پوری کرتی جاتی تھیں۔ پھر خاتونِ جنت کا یہ بھی اصول تھا کہ خواہ دو وقت کا فاقہ ہو جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک دانہ نوش نہ فرماتی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اسماء بنت خارجہ انفرادی نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اسے کہا اب تم اس نشیمن سے نکل رہی ہو جو تمھارا ملجا و ماویٰ تھا۔ اب تم ایسے بستر پر جا رہی ہو جس سے تم نے کبھی بھی الفت نہیں کی۔ تو اس کی زمین بن جا وہ تیرا آسمان ہوگا۔ تو اس کا بچھونا بن جا وہ تیری عمارت بن جائے گا۔ تو اس کی باندی بن جا وہ تیرا خادم بن جائے گا۔ اس سے کنارہ کش نہ رہنا ورنہ وہ تجھ سے دور ہو جائے گا۔ اس سے دور نہ ہونا ورنہ وہ تجھے بھول جائے گا۔ اگر وہ تیرا قرب چاہے تو اس کے قریب ہو اگر وہ تجھ سے دور ہونا چاہے تو تو بھی دور ہو جا، اس کی ناک، کان، آنکھ کی حفاظت کرنا تاکہ وہ تجھ سے عمدہ خوشبو کے علاوہ اور کچھ نہ سونگھے۔ عمدہ بات کے سوا اور کچھ نہ سُنے اور وہ تجھے ہمیشہ خوبصورت ہی دیکھے۔

حکایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سفر میں گیا تو چلتے وقت اپنی بیوی کو تاکید کر گیا کہ میری واپسی تک مکان کی بالائی منزل سے نیچے ہرگز نہ آنا۔ اتفاق سے اس عورت کے والدین نیچے والی منزل میں رہتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد یوں ہوا کہ شوہر کی واپسی سے پہلے اس عورت کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کو دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ بیمار باپ کی خبرگیری کے لیے مکان کی بالائی منزل سے نیچے اتروں یا اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل پر رہوں۔ آپؐ نے اس عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کا حکم دیا چند دنوں کے بعد باپ کی بیماری اس کی جان لیوا ثابت ہوئی مگر وہ عورت شوہر کی ہدایت پر عمل پیرا رہی۔ نیچے نہیں اتری۔ لیکن اس عورت کو بتقاضائے فطرت د

بشریت دل میں بہت ملال ہوا ادھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کی معرفت اسے یہ خوشخبری سنائی کہ شوہر کی اطاعت کا یہ اجر ملا ہے کہ اس کے مرحوم باپ کی مغفرت ہوگئی ہے ۔ (طبرانی اوسط)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاہُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِہٖ وَاَرْعَاہُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ ؂

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی عفیفہ عورتیں بہتر ہیں کہ وہ بچوں پر ان کی کم سنی میں بہت مہربان اور خاوند کے مال کی خوب نگران ہوتی ہیں ۔ (بخاری) ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت میں دو خوبیوں کا ہونا لازم ہے یعنی عورت اپنی اولاد پر شفقت کرنے والی ہو۔ اس کی پرورش اور تربیت میں پوری محنت سے فرائض سرانجام دینے والی ہو۔ اولاد کو پالنے سے اکتانے والی نہ ہو مصائب پر ناشکری کرنے والی نہ ہو اور خاوند کا مال بڑے طریقے سلیقے سے خرچ کرنے والی ہو۔

حضرت امام غزالی رح نے فرمایا ہے کہ شریعت کی نظر میں نیک و دیندار اور عمدہ سیرت و بلند کردار عورت وہ ہے جو اپنے گھر کی تعمیر اور اپنے مال کی حفاظت اور اپنے نفس و اولاد کی اصلاح میں مصروف رہے ۔ نماز روزے کی پابندی کرے اگر شوہر کی عدم موجودگی میں شوہر کا کوئی دوست یا جاننے والا آئے تو شرم و حیا اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے ، اگر زیادہ ضروری بات ہو تو آواز بدل کر گفتگو کرے یعنی اپنا طرز کلام جاذب نہ اور مٹھاس کا نہ رکھے ۔ شوہر کی حلال آمدنی پر اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو قناعت کرے ۔ اور شوہر کی حرام کمائی سے ہر ممکن اجتناب

کرے۔ پہلے زمانے کی نیک عورتیں ان باتوں کا بہت زیادہ دھیان رکھتی تھیں۔ چنانچہ جب کوئی شخص (شوہر) کمانے کے لیے گھر سے جاتا تو اس کی بیوی اسے یہ نصیحت کرتی کہ دیکھنا ذرا حرام کمائی سے بچنا اور یہ یقین دلاتی تھیں کہ ہم بھوک پر صبر کرلیں گی، تنگدستی سے ہمیں خوف نہیں ہے لیکن دوزخ کی آگ ہمارے لیے قابلِ برداشت نہیں ہوگی۔ ایک خدا پرست انسان نے کہیں جانے کے لیے سامانِ سفر باندھا تو صرف اہلیہ کے علاوہ تمام لوگوں نے اس کے سفر کی مخالفت کی۔ بیوی کے رویّے پر اظہارِ حیرت کرتے ہوئے انھوں کہا کہ تم اس سفر کے لیے کس طرح رضامند ہوگئی ہو، وہ تمھارے اخراجات کے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں جارہا ہے اس پر اہلیہ نے جو سبق آموز بات کہی وہ یہ کہ "میرا شوہر کمانے والا ہے نہ کہ رازق، میرا رب رازق ہے، کمانے والا جارہا ہے کھلانے والا رازق پہلے سے موجود ہے اور آج بھی موجود ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب میری شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تو ان کے پاس نہ زمین وجائداد تھی نہ مال و دولت۔ اور نہ باندی نہ غلام، صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ تھا جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا۔ میں خود گھوڑے کو گھاس دانہ دیتی۔ پانی پلاتی، اس کا جسم ملتی اور اپنے شوہر کے متعلقہ ہر خدمت سرانجام دیتی۔ اونٹ کے لیے کھجوروں کی گٹھلیاں کوٹتی اور اسے کھلاتی۔ ڈول سیتی۔ پانی بھر کر لاتی، آٹا گوندھتی روٹی پکاتی میلوں کی مسافت طے کرتی، گٹھلیاں سر پہ لاد کر لاتی۔ میری یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہت مبارک بیٹی ہو اور تمھاری آخرت بہت ہی کامیاب رہے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعائیں کیں۔

(ابن ماجہ، غنیۃ الطالبین و احیاء العلوم)

۵۔ اصلاح و نصیحت کرنے کا حق

شریعت نے ایک حد تک مرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ نافرمان اور بدکار عورت کی اصلاح کے لیے اسے مار سکتا ہے مگر پہلے عورت کو زبانی سمجھانا ضروری ہے بکر عورت کو ناجائز مارنا درست نہیں۔ سورۂ نساء میں ارشادِ ربانی ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ	جن عورتوں کی نافرمانی کا تمھیں اندیشہ ہو
فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی	تو انھیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ۔
الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ج فَاِنْ	اور انھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھارے حکم
اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ	میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی راہ نہ چاہو
سَبِیْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا	بیشک اللہ بڑا بلند ہے۔
كَبِیْرًا ۝	(پ۵، نساء: ۳۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو مارنے کا جو حق دیا ہے اسے بڑی احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ عورت کو صرف اُس نافرمانی پر پیٹا جا سکتا ہے جو مرد کے حقوق کے متعلق ہو۔ نہ یہ کہ ہر بے جا حکم کی اطاعت پر اصرار کیا جائے۔ اس آیت کی تائید میں فرمانِ نبویؐ یہ ہے:

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی	حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد سے اس چیز کے
یُسْاَلُ الرَّجُلُ فِیْمَا ضَرَبَ	بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا جس پر اس
امْرَاَتَهٗ عَلَیْهِ ۔	نے اپنی عورت کو مارا۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث کے مطابق عورت کو اگرچہ اصلاح کے طور پر پیٹنے کا حق مرد کو دیا گیا ہے لیکن دوسری احادیث کے مطابق اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ عورت کو صرف

ضرورت کے مطابق اتنا پیٹا جائے کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ شدید طرح سے پیٹ کر اس پر ظلم نہ کیا جائے۔

عَنْ اِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِىْ ضَرْبِهِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِيَارِكُمْ۔

حضرت ایاس بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو نہ پیٹا کرو۔ حضرت عمرؓ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہو گئیں لہذا آپ نے انھیں مارنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضؓ کے پاس کتنی ہی عورتوں نے جمع ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آلِ محمدؐ کے پاس کتنی ہی عورتوں نے جمع ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایت کی ہے یہ تمھارے اچھے آدمی نہیں ہیں۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہیں بلکہ بہتر لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنی بیویوں کو مارتے نہیں۔ اگر بیوی کی طرف سے کسی وقت زیادتی بھی ہو جائے تو اس پر صبر کرتے ہیں۔ یا

کے لیے کبھی اس کی غلطی پر مار لینا تو جائز ہے لیکن حد سے زیادہ مارنا خلافِ شرع ہے۔ اس کے بارے میں ایک حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهٗ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ لَكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمْ حَقًّا وَّلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ فَلَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رض کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا۔ عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ وہ تمھارے ہاتھوں میں مقیّد ہیں۔ تم سوا اس کے اور کسی بات کا حق نہیں رکھتے۔ البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں تو انھیں ان کی خواب گاہوں میں علیحدہ کر دو اور ان کو معمولی طور پر مار بھی سکتے ہو۔ پھر اگر وہ تمھاری بات مان لیں، تو ان پر الزام تراشی مت کرو۔ عورتوں کا تم پر اور تمھارا عورتوں پر حق ہے۔ عورتوں پر تمھارا حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔ اور تمھارے گھروں میں ان کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور سنو تمھاری بیویوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انھیں اچھا کھانا اور اچھے

فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَ حَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ ؞

کپڑے مہیا کرو۔

(ابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی بہتری اور فلاح وبہبود کی کوشش کرے اس کو اچھا کھانا اور اچھے کپڑے پہنائے اگر کسی بات پر سرزنش کرنی ہو تو خوابگاہ میں علیحدہ کر دے اور حتی الامکان مار پیٹ سے گریز کرے اور ناگزیر حالات میں معمولی طور پر مارنے کی اجازت ہے۔ آپ نے عورت پر تہمت لگانے اور الزام تراشی سے بھی منع فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں عورت کو اچھا پننے کا طریقہ یوں بیان کیا گیا ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رضؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا" اِنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَ فِيْهِنَّ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے (حضرت صالحؑ کی) اونٹنی اور اس کو زخمی کرنے والے کا ذکر فرمایا ، آپ نے آیت کریمہ " اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا " پڑھی اور فرمایا کہ قوم ثمود کا ایک طاقتور بدخلق سردار کھڑا ہوا اس کے بعد آپؐ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں نصیحت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو اس طرح مارتے ہو جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے شاید پھر اسی دن اس سے جماع بھی کرتا ہے پھر آپ نے انھیں ریاح خارج ہونے

وَعَظَهُمْ فِیْ ضِحْکِہِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ یَضْحَکُ اَحَدُکُمْ مِمَّا یَفْعَلُ ۔

پر ہنسنے سے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تم ایسے کام پر کیوں ہنستے ہو جسے خود کرتے ہو۔ (بخاری)

اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ بیوی کی اصلاح کے لیے بیوی کو پہلے زبانی سمجھایا جائے اور اس میں جو اخلاقی کمزوریاں ہوں انھیں دور کرنے کی کوشش کی جائے ۔ اگر وہ زبانی سمجھانے سے سمجھ جائے تو بہت بہتر ہوگا اگر وہ نرمی سے درست نہ ہو تو پھر ضرورت کے مطابق اس کی بہتری کے لیے آپ ذرا سخت رویہ بھی اختیار کرسکتے ہیں ۔

۶۔ خاوند سے محبّت رکھنا

منکوحہ عورت میں خاوند کے لیے محبت کا جذبہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ میاں بیوی میں اگر محبت ہوگی تو دونوں کی زندگی بڑی خوشگوار گزرے گی مگر زندگی میں کبھی تنگی وعُسرت آبھی جائے تو محبت کی بنا پر بڑی آسانی سے گزر جائے گی۔ اگر عورت کے دل میں خاوند کی محبت بیٹھ جائے تو وہ ہر طرح کی تکلیف بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کرلیتی ہے ۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو ترغیب دی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو بعد میں تمھاری طرف مائل ہوجائے ۔

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ ۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت کرنے والی بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو۔ کیونکہ میں تمھاری وجہ سے دوسری امتوں پر غالب آنے والا ہوں۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جس میں بیک وقت دو خوبیاں موجود ہوں یعنی ایک تو وہ خاوند سے محبت کرنے والی ہو اور دوسرے یہ کہ اس میں کثیر بچے جننے کا وصف موجود ہو۔ اگر کسی عورت میں ایک وصف موجود ہے لیکن دوسرا نہیں تو اس صورت میں نکاح کرنے کا مقصد پوری طرح حاصل نہ ہو سکے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے یہ کیسے پتہ چلے کہ نکاح میں آنے والی عورت میں کیا دونوں وصف موجود نہیں کہ ہیں؛ تو اس کے لیے جب رشتہ دیکھا جائے تو لڑکی کے رشتہ داروں سے ان دونوں باتوں کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ کسی خاندان اور کنبہ کا عام مشاہدہ اس کی کسی عورت کے لیے ان صفتوں کا معیار بن سکتا ہے۔ چنانچہ ان اکثر لڑکیوں میں یہ صفتیں موجود ہوتی ہیں جن کے خاندان اور قرابت داروں میں ان صفتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے عام طور پر چونکہ اقربا کے طبعی اوصاف ایک دوسرے میں سرایت کیے ہوئے ہوتے ہیں اور عادت و مزاج میں کسی خاندان و کنبہ کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ یکسانیت رکھتا ہے اس لیے کسی خاندان کی لڑکی کے بارے میں اس کے خاندان کے عام مشاہدہ کے پیش نظر ان اوصاف کا اندازہ لگا لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رض راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا کل متاع۔ پونجی اور فائدہ ہے۔ لیکن اس میں سب سے بڑھ کر جو متاع اور پونجی ہے وہ نیک سیرت عورت ہے۔

اپنے خاوند سے محبت رکھنے کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کی خوبیاں بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَۃُ الْمَرْأَۃَ فَتَنْعَتَہَا لِزَوْجِہَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہَا ؀

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کی خوبیاں اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اسے سامنے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری)

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریکۂ زندگی تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہار حیرت کیا اور پوچھا کہ کیا تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی بیوی ہونے کی توفیق سے دیا اور اللہ نے مجھ پہ یہ بہت بڑا کرم فرمایا اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ کی مرضی شامل ہے۔ بھلا جو چیز اللہ نے میرے لیے پسند فرمائی ہے میں اس پہ راضی کیوں نہ رہوں (احیاء العلوم)

۷۔ گھریلو معاملات میں خاوند سے تعاون کرنا

پورا گھر عورت کی زیر نگرانی ہوتا ہے اس کے نظام کو چلانے کے لیے اسے خاوند سے تعاون کرنا چاہیئے۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ - وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ::

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے زیرِ نگرانی کے متعلق سوال ہو گا۔ امیر حاکم ہے آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ پس ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(بخاری)

عورت کو چاہیئے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور نہ ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لیے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

گھر کے اندر ساس نندیں یا جٹھانی دیورانی یا کوئی دوسری عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہیئے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

عورت کو یہ بھی چاہیئے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی کام کرنے لگے اس سے ساس نندوں کے دل میں یہ اثر

پیدا ہوگا کہ اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی خصوصاً ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیئے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر اور نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکے میں آکر چغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت میکے میں آکر ماں باپ سے کرنا، یہ بہت ہی خراب اور بری بات ہے سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بیحد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابلِ نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری کرے اور خدمت کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر جانب چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے درمیان باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں اور نندوں بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتتے اور ان سبھوں کی دلجوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے

سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کے سسرال میں ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور دلھن سے سہارا اور آرام ملے گا۔ لیکن دلھن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دلھن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی۔ اس لیے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آجاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر ہرگز ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی ہرج نہیں لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے۔ اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لیے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر

سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہوگا اس لیے سسرال میں عورت کی ضد، ہٹ دھرمی، غصہ اور چڑچڑا پن عورت کے لیے بیحد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل ہو جاتی ہے۔

۸۔ حفاظتِ عزّت و عصمت

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ خاوند کے لیے اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ	نیک بخت عورتیں، فرمانبردار اور خاوند کی عدم
حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ	موجودگی میں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔
بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط	جس طرح اللہ نے حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے،

(پ ۵ ۔ نساء : ۳۴)

پارسا اور نیک بیوی کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ خاوند کے لیے اپنی عصمت کی حفاظت کرے یعنی نکاح کے بعد اپنی ذات کو کبھی بھی کسی مرد کے حوالے نہ کرے کیونکہ عورت کی ذات مرد کی امانت ہے اس لیے عورت کا فرض بنتا ہے کہ کبھی بھی بدکاری کا نہ سوچے۔ اس کے بارے میں فرمانِ نبوی ؐ ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنی
اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا	پانچ نمازیں پڑھے اور اپنے رمضان کے
وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ	روزے رکھے اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے

فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ ؎

اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو

(   )

یہ حدیث اگرچہ پہلے فرمانبرداری کے عنوان میں درج ہو چکی ہے لیکن اسے دوبارہ یہاں اس لیے درج کیا گیا کہ اس حدیث میں عورت کو حفاظتِ عزت و عصمت کی تاکید بھی کی گئی ہے۔ عورت کی شرمگاہ اس کے پاس مرد کی امانت ہے شادی کے بعد عورت مرد کے لیے ہو جاتی ہے لہذا اپنی شرمگاہ کو مرد کی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرنا عورت کا بنیادی فریضہ ہے۔ اس کی حفاظت کے بارے میں مزید فرمانِ نبویؐ یہ ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا

حضرت عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا۔ آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا، سنو! عورتوں سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ بیشک وہ تمھاری قید میں ہیں۔ تم اس (جماع) کے سوا ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ البتہ یہ کہ وہ واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں اگر وہ ایسا کریں تو ان کے بستر الگ کر دو۔ اور انھیں بے ضرر مار مارو۔ اگر وہ تمھاری بات مان جائیں تو ان کے خلاف راستہ نہ تلاش کرو۔ سنو! بیشک تمھاری عورتوں پر تمھارے

غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ ‎:

کچھ حقوق ہیں اور تمھارے ذمے عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ ان پہ تمھارا حق یہ ہے کہ وہ تمھارے ناپسندیدہ افراد کو تمھارے بستر نہ روندنے دیں اور انھیں تمھارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں اور سنو! تمھارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کے لیے اچھا لباس اور اچھا کھانا مہیا کرو۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور خوش خلقی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جہنم میں داخل کریگی وہ دو کھالی چیزیں منہ اور شرمگاہ ہیں۔ (ترمذی)

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ الْمُؤْمِنٰتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْتَحَنَّ بِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ مسلمان عورتیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ اس آیت کی بنا پر ان کا امتحان لیتے تھے؛ (ترجمہ: اے نبیؐ! جب آپؐ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں اور آپ سے اس پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہیں بنائیں گی نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں

يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ الخ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ مَا أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ قَطُّ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّ امْرَأَةٍ قَطُّ وَكَانَ يَقُوْلُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا۔

گی الخ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتوں میں سے جو عورت ان باتوں کا اقرار کرلیتی اس کا امتحان منعقد ہو جاتا اور جب وہ ان باتوں کا اقرار کرلیتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاؤ میں تمھیں بیعت کرچکا ہوں۔ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو زبان سے بیعت کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے انھی باتوں کا عہد لیا جن کا اللہ تعالے نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی کبھی کسی عورت کی ہتھیلی سے مس نہیں ہوئی۔ آپ جب کبھی ان سے بیعت لیتے تو زبانی فرمادیتے کہ میں نے تم سے بیعت کرلی۔

(مسلم شریف)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَامْرَاَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَوْمَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَ السَّبَّابَةِ اِمْرَاَةٌ اَمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّ جَمَالٍ وَحَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا وَمَاتُوْا ؕ

اور کالے رخساروں والی عورت قیامت میں ایسے ہوں گے اور یزید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا یعنی وہ جاہ و جمال والی عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے نفس کو یتیم بچوں کی وجہ سے روکے رکھا یہاں تک کہ وہ جدا ہو گئے یا مر گئے۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں چار چیزیں ایسی ہیں جس کو یہ چیزیں مل گئیں تو سمجھ لو کہ دین و دنیا کی بھلائی و راحت مل گئی۔ (۱) شکر گزار دل (۲) ذاکر زبان (۳) صابر بدن (۴) نیک بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کوئی گناہ نہیں کرتی۔ (طبرانی)

۹۔ خاوند کی عیب جوئی کی ممانعت

بیوی کو چاہیئے کہ خاوند کی عیب جوئی نہ کرے اور نہ ہی بدتمیزی والی زبان استعمال کرے بلکہ اپنے آپ کو اپنے خاوند کی غیبت سے بچائے۔ خاوند میں کوئی ناپسندیدہ عادت بھی ہو تو اسے دوسروں میں بیان نہ کرے۔ مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو برائی خیال ہی نہیں کرتی، لہٰذا جو عورت دنیا اور آخرت میں اللہ کی نظر میں اچھا رہنا چاہتی ہے تو اسے کبھی خاوند کی عیب جوئی نہ کرنی چاہیئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت خاوند کے عیب کو بیان کرے وہ دوزخ کی آگ اپنے اوپر تیز کرے اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں

کرے۔ (طبرانی)

حضرت ابوالدرداء رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی شخص پر عیب لگانے کے لیے ایسی بات کہے گا جس سے وہ بری ہے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اسے دوزخ کی آگ میں پگھلائے۔ (احیاء العلوم۔ ج۲)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءُ الْعَنَتَ ؎

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ ہیں کہ جب انھیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ اور اللہ کے بندوں میں سے بُرے وہ ہیں جو چغلی کے لیے چلنے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور پاکباز لوگوں کے عیب ڈھونڈنے والے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں مردوں کو مخاطب کرکے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی بیوی کی راز کی باتیں پوشیدہ رکھتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں یارسول اللہ! ایسے لوگ ہیں۔ تب آنحضرتؐ نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اس فعل کو لوگوں سے بیان کرتا پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے ایسا کیا ویسا کیا۔ یہ سن کر لوگ خاموش رہے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے عورتوں سے مخاطب

عورتوں کے سامنے بیان کرتی ہو؟ یہ سن کر عورتیں بھی خاموش رہیں۔ کچھ دیر بعد ایک جوان عورت اپنے زانو کے بل کھڑی ہوئی اور آگے بڑھ کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! ایسی باتیں مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد یا عورتیں ایسی باتیں کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شیطان ایک شیطانیہ سے کوچہ و بازار میں صحبت کرتا ہے اور اپنی حاجت پوری کر کے چل دیتا ہے۔ حالانکہ لوگ ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اے لوگو یاد رکھو کہ ایسی حرکتیں کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے شایانِ شان نہیں۔

(غنیۃ الطالبین)

حکایت

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ اپنے دور کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ شیخ الرئیس بوعلی سینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے انھوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے متعلق پوچھا۔ حضرت ابوالحسنؒ کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ کتنے بیوقوف ہو کہ ایک جھوٹے مکار انسان کو ولی سمجھ کر اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔ جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو وہ اس وقت میرے لیے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بوعلی سینا جنگل کی طرف چلے گئے۔ راستے میں انھوں نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لاد کر آرہے ہیں۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے۔ قریب آکر حضرت ابوالحسن نے پکارا۔ "بوعلی سینا! سامنے آجاؤ اور شیر سے مت ڈرو" اب تو بوعلی سینا اور حیران ہوئے اور عرض کی "حضرت! میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہوگیا؟" فرمایا اللہ نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے اس لیے وہ سب باتیں دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بوعلی سینا نے آپ کو آپ کے گھر کا قصہ سنایا اور آپ کی بیوی کے آپ کے متعلق خیالات بتائے

اور عرض کی کہ حضرت! آپ اتنے بڑے ولی ہیں اور آپ کی بیوی اتنی گستاخ، آپ نے فرمایا بو علی سینا دیکھو۔ انسان کو اوقات میں رکھنے کے لیے ان کی بیویوں کو ایسی ہی باتیں کرنی چاہئیں۔ میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے۔ میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تحمل اور قوتِ برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اڑکر دکھاؤ تب میں تمھیں مانوں گی۔ میں نے اسے اڑکر دکھایا مگر وہ بولی، تم اڑتے تو ہو مگر تمھاری اڑان پرندوں کی طرح نہ تھی۔ اس لیے میں تمھاری ولایت کو نہیں مانتی۔ (اخبار الصالحین ص ۸۲)

حکایت ابوالحسن خرقانی کی بیوی کے متعلق بہت سے واقعات تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں۔ ان کی بیوی ان کی عبادت وریاضت سے سخت نالاں تھی اور اکثر ان کی ولایت کو مکاری اور فریب کاری کہا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اپنے دور کے بڑے بزرگ شیخ ابوسعید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنی بیوی سے کہا کہ مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرو۔ بیوی نے نہایت ناگواری سے کہا کہ گھر میں کچھ ہو تو کھانا تیار کروں، تمھارے جیسے قلاش آدمی کے گھر مہمان آتے ہی کیوں ہیں؟ حضرت ابوالحسن نے کہا اے نادان عورت آہستہ بول کہیں مہمان تمھاری گفتگو نہ سن لیں۔ مگر آپ کی بیوی نے آپ کی ایک نہ سنی اور بولتی گئی۔ حضرت نے پھر کہا، تم اپنی زبان بند کرو، کھانے کا انتظام وہ خود کرے گا جس نے مہمان بھیجے ہیں۔

بیوی نے تمسخرانہ انداز میں کہا اچھا آج میں بھی یہ تماشا دیکھتی ہوں کہ تو کس طرح کھانے کے لیے ڈرامہ کرتا ہے۔ حضرت ابوالحسن رح نے خادم سے پوچھا کہ گھر میں کتنی روٹیاں ہیں؟ اس نے کہا چار روٹیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا لے آؤ اور جب

وہ روٹیاں لے آیا تو آپ نے روٹیاں ٹوکری میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈال دیا اور پھر خادم سے کہا کہ روٹیاں تقسیم کرتے وقت ٹوکری کے اوپر سے کپڑا ہرگز نہ ہٹانا اور جتنے لوگ موجود ہیں ان میں روٹیاں تقسیم کردو اور پھر خدا کی شان دیکھو، خادم نے حکم کی تعمیل کی اور حیران رہ گیا کہ اتنے مہمانوں نے روٹیاں کھائیں مگر روٹیاں ختم ہی نہ ہونے میں آ رہی تھیں۔ خادم نے ابوالحسن کی بیوی کو جب یہ بات بتائی تو اس نے فوراً ٹوکری سے کپڑا اٹھا دیا اور کہا کہاں ہیں روٹیاں جو تمہارے جعلی پیر نے بنائی ہیں؟ مگر اندر سے وہی چار روٹیاں نکلیں۔ وہ بولی کہ میں نہ کہتی تھی کہ یہ جھوٹا ہے اتنی روٹیاں کہاں سے آسکتی ہیں۔ حضرت ابوالحسن بولے، اے اللہ کی بندی! اگر تو یقین نہیں کرتی نہ کر، اللہ نے اپنے بندے کا بھرم رکھ لیا ہے، اور مہمان شکم سیر ہو چکے ہیں۔ بیوی پیر پٹختی چلی گئی۔ (تذکرۃ الاولیا ص ۲۷۷)

۱۰۔ خاوند کو ستانے کی ممانعت

خاوند کو ستانا کوئی اچھی بات نہیں بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو مختلف طریقوں سے تکلیف پہنچاتی ہیں اور خود کو حق بجانب خیال کرتی ہیں۔ حالانکہ انھیں چاہیئے تو یہ کہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے خاوند سے گھریلو تعلقات استوار رکھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خاوند کو دکھ پہنچا کر گھر کا سکون خراب ہو جاتا ہے اور میاں بیوی بلکہ بچوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو جاتی ہے۔ عورت کی اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے حسب ذیل ارشاد فرمایا ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب

لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ أُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا۔

کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے کہ اسے تکلیف نہ دے اللہ تجھے ہلاک کرے کیونکہ یہ تیرے پاس چند روز کے لیے ہے عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کو اگلے جہان میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ جنت سکون اور چین کا مقام ہے۔ اس جنت میں ہر جنتی کو مسرت ہی مسرت حاصل رہے گی۔ غم اور پریشانی بالکل نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا کی زندگی میں پریشانی ہوتی ہے۔ اس جنت میں مومن مردوں کے لیے اپنی نیک اور صالح بیویاں بھی ہوں گی اور ان کے علاوہ جنتی حوریں (عورتیں) بھی ہوں گی جو اس مومن مرد کو ہر لحاظ سے آسائش بہم پہنچائیں گی۔

حُور کا معنیٰ ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی، جس کا معنیٰ ہے بڑی آنکھ والی عورت۔ یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر ہونگی مگر دنیا والی جو عورتیں جنت میں داخل ہونگی وہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہونگی حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی۔ جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین و جمیل ہونگے آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہا محبت ہوگی کسی کے دل پر کسی کی طرف سے ذرا سا میل بھی نہ آئے گا۔ یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جو ان کے لیے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں اس وقت تک ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ مرنے کے بعد

مل جائیں گی توان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دنیا والی بیوی جب جنتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں کہ اسے نہ ستا۔ یہ تیرے پاس چند دن ہے۔ عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا اس کی قدر ہم کریں گی۔ ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے۔ حوروں کی اس بات کی آواز دنیا کی عورتوں کے کان میں تو نہیں آتی مگر خداوند قدوس کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات امت کی عورتوں تک پہنچا دی ہے۔ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں، حرام کام سے بچتے ہیں۔ روزہ نماز کے پابند ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو بیویاں زیادہ ستاتی ہیں، ان کی ایذارسانی سے متاثر ہو کر جنتی حوریں ان کو بددعا دیتی ہیں کہ تمھارا برا ہو۔ اس چند روزہ دنیاوی مسافر کو نہ ستاؤ۔ تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔ لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ حور عین کی بددعا سے بچیں۔

۱۱۔ خاوند کی دِل آزاری سے اجتناب

عورت کو چاہیئے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں اس گھر میں کبھی سکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اُجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا۔ مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کسی پھکڑ اور دلدّر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ اُلّو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی

برابر ہے۔ ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سُن سُن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا۔ یہ سن کر صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بُری خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں (بخاری ج ۱ ص ۹)

اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ زیادہ بڑھ جائے۔ اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو بُرا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیئے کہ خود رُوٹھ کر اور گال پھُلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منالے۔
اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو، جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھے نہیں رہنا چاہیئے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو

شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لیے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کرلے۔

۱۲۔ خرچے میں خاوند سے تعاون کرنا

عورت کو چاہیئے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لاسکے تو کبھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے نہ غصہ سے منہ پھلائے نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود پوچھے کہ میں تمھارے لیے کیا لاؤں تو عورت کو چاہیئے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے۔ اور جب شوہر چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہیئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہوجائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہوجائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہوجائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔ فرمان نبوی ؐ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ   حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی خاتون اپنے
اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ	گھر کے مال سے جائز طریقہ پر خرچ کرتی ہے
طَعَامِ بَیْتِہَا غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ کَانَ	اور فضول خرچی نہیں کرتی تو اس کو خرچ کے
لَہَا اَجْرُہَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَ	مطابق اجر ملتا ہے۔ اور اس کے شوہر کو
لِزَوْجِہَا اَجْرُہٗ بِمَا کَسَبَ وَ	کمانے کا ثواب ملتا ہے اور اس مال کو جمع کرنے
لِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا	والے کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے اور ان میں سے
یَنْقُصُ بَعْضُہُمْ اَجْرَ	ایک دوسرے کی وجہ سے کسی کا اجر کم نہیں
بَعْضٍ شَیْئًا ؕ	ہوتا۔ (بخاری)

ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بیجا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے اس لیے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیا اور خدانہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لیے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو بھی کچھ ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو آمدنی سے ہرگز نہ بڑھنے دے۔

عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لیے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی

معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں، خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتیں تھیں اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضؓ کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیرؓ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لیے باغوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں۔ اور گھوڑے کے لیے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ لَا تُنْفِقُ امْرَاَۃٌ شَیْئًا مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِکَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا ۔ (ترمذی)

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔ لوگوں نے سوال کیا یارسول اللہ! کیا وہ کھانا بھی نہ دے؟ تو آپؐ نے فرمایا یہ تو ہمارے اموال کی بہترین چیز ہے۔

عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہر کو چڑ پیدا ہوتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے۔ اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح

عورت کو چاہیئے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پہ روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيْلَةٌ كَأَنَّهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كَلٌّ عَلٰى آبَائِنَا وَأَبْنَائِنَا وَ أَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ قَالَ الرَّطْبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِيْنَهُ۔

حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے بیعت لی تو اس وقت ایک بلند قامت خاتون نے جو غالباً قبیلہ مضر سے معلوم ہوتی تھیں عرض کیا، یا نبی اللہ! ہم اپنے والدین، بیٹوں اور شوہروں کے دست نگر ہیں۔ ہمارے لیے ان کے مالوں میں سے کیا (خرچ کرنا) حلال ہے؟ آپؐ نے فرمایا جلد خراب ہو جانے والی غذا تم اس کو کھاؤ بھی اور ہدیہ بھی دو۔ (ابوداؤد)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت مرد کی کمائی سے اس کے کہے بغیر خرچ کرے تو آدھا اجر عورت کو ملتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد سے پوچھے بغیر بھی عورت اس کی کمائی سے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کر سکتی ہے البتہ یہ اس وقت ہے کہ جب عورت کو یہ علم ہو کہ مرد عورت کے اس تصرف پر ناراض نہیں ہوگا۔

۱۳۔ اختلافات کی صورت میں سمجھداری سے کام لینا

میاں بیوی میں بعض اوقات کسی نہ کسی بات پر ناراضگی بھی ہو جاتی ہے۔ غصہ ٹھنڈا ہوتے پر دونوں اسے رفع دفع کر دیں لیکن جذبات میں آکر گھریلو اختلافات کو اس حد تک نہ بڑھائیں کہ علیحدگی تک نوبت پہنچ جائے۔ خدانخواستہ اگر کشیدگی بہت زیادہ بھی بڑھ جائے تو پھر بھی طلاق دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچے۔ اگر بیوی سے اولاد ہو تو اس کے مستقبل کا خیال کرے۔ اہلِ دانش سے مشورہ لے۔ خاندان کے کسی معمر بزرگ شخص کے ذریعے اپنے اور اپنی بیوی کے اختلافات کو دور کرانے کی کوشش کرے۔ اگر نباہ کی کوئی صورت نکل آئے تو پھر ضرور اپنے گھر کو آباد رکھے کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مسئلے پر دانشمندانہ قدم اٹھانے کا حکم فرمایا ہے۔

عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رضہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ لِيَ امْرَاَةً فِيْ لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ اِنَّ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا يَقُوْلُ عِظْهَا فَاِنْ يَّكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَلَا تَضْرِبَنَّ ظَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ اُمَيَّتَكَ ؎

حضرت لقیط بن صبرہ رضہ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میری بیوی زبان دراز ہے۔ فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ عرض کیا کہ میری اس سے اولاد ہے اور ایک عرصہ صحبت رہی ہے۔ فرمایا تو اسے نصیحت کرو۔ اگر اس میں بھلائی ہو گی تو نصیحت قبول کرے گی اور اسے لونڈی کی طرح نہ پیٹنا۔

(ابو داؤد)

حدیث میں بتایا گیا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کو زبانی نصیحت و تنبیہ کے ذریعے

زبان درازی اور فحش گوئی سے باز رکھنے کی کوشش کرو اگر اس پر زبانی نصیحت و تنبیہ کا کوئی اثر نہ ہو تو پھر اس کو مارو لیکن بے رحمی کے ساتھ نہ مارو۔ اس کے باوجود اگر عورت نہ سمجھے اور طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ بعض جاہل فرد ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی۔ غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا، کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی۔ کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں۔ حالانکہ ان کم علم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان سب صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے۔ اس لیے اختلاف کی صورت میں بڑی سمجھداری سے کام لینا چاہیئے۔

بیوی کے حقوق

اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری کے اندر احترام کا خاص مقام عطا کیا ہے اور ہر لحاظ سے اس کے حقوق مقرر فرما دیے ہیں تاکہ اس کی کسی قسم کی حق تلفی نہ ہو۔ عورت چونکہ پیدائشی لحاظ سے صنف نازک ہے اس لیے اس کی دلجوئی حقوق کی ادائیگی اور عمدہ اخلاق سے پیش آنا چاہیئے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔

اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقوں سے زندگی بسر کرو پھر اگر تم ان سے نفرت کرو تو شاید تمہیں کوئی چیز پسند نہ آئے اور اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔ (النساء: ۱۹)

اس فرمان خداوندی میں یہی تاکید کی گئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو کیونکہ میاں بیوی کی خانگی زندگی میں جب دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے طریقے سے رہیں گے تو لامحالہ دونوں کو راحت، مسرت اور سکون حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے بارے میں جو احکام نازل فرمائے ہیں ان میں واضح طور پر اسی بات پر زور دیا ہے کہ آپس میں پیار محبت سے رہو۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ

جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی پر زندہ

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ سب سے بہتر کام کے لائق ہوں۔

(پ ۱۴۔ نحل: ۹۷)

یہاں بتایا گیا ہے کہ مرد ہو یا عورت جب وہ نیک کام کریں گے تو اس کا ہم بہتر اجر دیں گے۔ مرد کو عورت کے ساتھ اچھے طریقے سے رہنا زندگی کے صالح اعمال میں سے ہے اس لیے مرد کو چاہیئے کہ احسن طریقے سے عورت کے حقوق ادا کرے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمھارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے

(پ ۲۱۔ روم: ۲۱)

اللہ کے اس فرمان میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ میاں بیوی آپس میں صلح امن، دلی محبت اور یک جہتی کے ساتھ رہیں اور آپس کے تعلقات میں ایک دوسرے کے لیے فیاضانہ رویہ اختیار رکھیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے:

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ تو ان کو بھلائی کے ساتھ روک رکھو یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دو اور انھیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

(پ ۲، بقرہ: ۲۳۱)

یہاں بتایا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی ساتھ نہ رہ سکیں ...

سکتے ہوں تو پھر بھی خاوند کو چاہیئے کہ احسن طریقے سے نیکی کے ساتھ یا تو بیوی کو روک لے یا اسے علیٰحدہ کر دے۔ غرضیکہ بیوی کے ساتھ ہر وقت بھلائی کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ بیوی کے حقوق کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ بیوی سے حُسنِ سلوک

مردوں کو چاہیئے کہ اپنی عورتوں سے حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خانہ کے ساتھ ہمیشہ بہت عمدہ سلوک کیا بلکہ آپ کا حسنِ خلق تو بے مثل ہے اور امت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ عموماً بیوی کی صلاحیت کسی نہ کسی لحاظ سے مرد سے کمزور ہوتی ہے اس کے باعث بیوی سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿﴾ وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔ (النساء: ۲۱)

سورۂ بقرہ میں خاوند بیوی کے تعلق کو انتہائی بلیغ الفاظ میں اس طرح سمویا گیا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴿﴾ عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم عورتوں کا لباس ہو۔ (البقرہ: ۱۸۷)

انسانی عظمت حسنِ اخلاق میں ہے کیونکہ اچھائی اور نیکی اخلاق ہی سے پہچانی جاتی ہے اس لیے اسلام میں دوسروں کے ساتھ حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس لیے بیوی سے ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیئے اور نیکی روزِ قیامت کو کام آنے والی ہے۔ بیوی بچوں سے حُسنِ سلوک کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَّ اَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ ؛	حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے کامل ایمان والے وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جو اپنے اہل وعیال کے حق میں خوش اخلاق اور مہربان ہوں لہٰذا بیوی پر شفقت کا رویہ رکھنا کمالِ ایمان کی دلیل ہے۔ یہی بات ایک اور حدیث پاک میں یوں بیان فرمائی گئی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْہُ ؛	حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا ہو اور میں تم سے بہترین ہوں اپنے گھر والوں کے لیے اور جب تمھارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔

(ترمذی، دارمی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اس کی مخلوق کے نزدیک تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اپنے بچوں، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے خدمتگاروں و ماتحتوں کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا بھلائی اور اچھا سلوک کرنا اس کی خوش اخلاقی و خوش مزاجی پر دلالت کرتا ہے۔

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضؔ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں ان میں سے اچھا ہے اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ (ترمذی)

ف

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ مومنین میں کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں بہت زیادہ خوش اخلاق ہو (یعنی پوری مخلوقِ خدا کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے) اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے (کیونکہ عورتیں اپنے عجز و انکساری اور کمزوری کی بنا پر زیادہ مہربانی اور مروت کی مستحق ہیں) پس مردوں کو چاہیئے کہ وہ عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ ان کی کم عقلی کے پیشِ نظر عفو و درگزر سے کام لے اور اگر کسی بات پر ان سے تکلیف اور رنجش پہنچ جائے تو اس سے ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔

عورت کے خاوند پر پانچ قسم کے حقوق

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شوہر پر عورت کے پانچ طرح کے حق لازم ہیں۔ ایک یہ کہ گھر سے باہر اس کے کام کاج سنوارے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے کہ وہ عورت ہے جس کا بلا وجہ نکلنا گناہ اور بے مروتی ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز روزہ وغیرہ احکام کے متعلق بقدرِ ضرورت مسائل اسے سکھائے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے۔ تیسرے یہ کہ اسے حلال کھانا کھلائے کیونکہ حرام غذا سے پیدا ہونے والا گوشت دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔

چوتھے یہ کہ اس پر کوئی ظلم نہ کرے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ اگر اس پر کچھ زیادتی بھی کر بیٹھے تو محض اس کی ہمدردی میں اسے برداشت کرے کہ کہیں اس سے بڑھ کر کوئی بات نہ کر بیٹھے۔ (تنبیہ الغافلین)

یہ بات بھی خاوند کے اخلاقی فرائض میں شامل ہے کہ اگر عورت بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بیحد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔ اور وہ شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

۲۔ بیوی کے اخراجات کا بندوبست کرنا

بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ خاوند اس کے اخراجات کا بندوبست کرے شریعت میں بیوی کے خرچے کو نفقہ کہا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد مرد کو یہ احساس ہو جانا چاہیئے کہ عورت نے اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اس کے ساتھ زندگی بھر رہنے کا جو عہد کر لیا تو اب اس کی ضروریات بھی اسی کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں کیونکہ شادی کی وجہ سے عورت مرد کی شریکِ زندگی بن جاتی ہے تو پھر وہ مرد کے کھانے پینے میں بھی برابر کی ساجھی بن جاتی ہے اس لیے عورت کے تمام اخراجات کا بندوبست کرنا خاوند کا فرض بن جاتا ہے اس کے بارے میں حضورؐ کا فرمان یہ ہے:

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعٰوِیَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ	حکیم بن معاویہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے آپؐ نے فرمایا

اَلْمَرْاَةِ عَلَی الزَّوْجِ قَالَ اَنْ يُّطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ۔ وَاَنْ يَّكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسٰى وَلَا يَضْرِبُ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحُ وَلَا يَهْجُرُ اِلَّا فِي الْبَيْتِ۔

جیسا خود کھائے ویسا اسے کھلائے جیسا خود پہنے ویسا اسے پہنائے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور اس کو برا نہ کہے اور گھر کے علاوہ تنہا کہیں نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حیثیت کا کھانا مرد خود کھاتا ہو اور جس حیثیت کا لباس وہ خود پہنتا ہو اور جیسی رہائش میں وہ خود رہتا ہو اس حیثیت کا اپنی بیوی کو کھلائے پلائے اور پہنائے۔ اگر خاوند صاحب حیثیت ہو تو اسے بیوی پر خرچ کرنے میں نہ کنجوسی کرنی چاہیئے اور نہ ہی حد سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے کیونکہ فضول خرچہ اسراف میں شامل ہے بلکہ اعتدال کے طریقے پر چلنا چاہیئے بیوی خاوند کی رضا مندی سے اگر چہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ رہتی ہو اس کا خرچہ پھر بھی خاوند کے ذمے ہوگا۔

نفقہ میں فراخی کا صلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کے نفقہ میں فراخی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز غنی کر دے گا اور بہشت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت عنایت فرمائے گا۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اخراجات کے سلسلے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیئے کہ بیویوں پر خرچ ہونے والا مال بھی راہ خدا میں خرچ کیے جانے والے مال کی طرح اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ نفقہ کی فراخی رکھے عورت کو بھوکا نہ مارے اور نہ تنگ رکھے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بیوی بچوں کا فکر کرنا اور ان کے راحت و آرام

کے لیے جدو جہد کرنا راہِ خدا میں جہاد کرنے کے برابر ہے، حلال رزق کے لیے جدو جہد کرنا اور دین کی طرف رہنمائی کی کوشش کرنا ہر شوہر پر فرض ہے (احیاء العلوم ۔ ج ۲)

اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر

مرد اپنی زندگی میں جتنے بھی اخراجات کرتا ہے ان سب میں سے بیوی اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرنےکا اجر سب سے زیادہ ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام پر خرچ کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا، جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو۔ (مسلم)

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تاکید

اللہ کی راہ میں دینے سے پہلے اپنے اہل وعیال کے اخراجات کو پورا کرنا شرعاً ضروری ہے۔ ایسی خیرات کا کوئی فائدہ نہیں جس سے بیوی کے خرچہ کو تو پسِ پشت ڈال دیا جائے اور دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ میں دے دیا جائے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ پہلے اپنی بیوی

کے اخراجات پورے کرو۔ اگر اس سے بچے تو پھر دوسروں کو دے سکتے ہو۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَهٗ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهٗ قَالَ لَا قَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّیْ؟ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِیُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَیْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَیْءٌ فَلِذِیْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِیْ قَرَابَتِكَ شَیْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ ۞

حضرت جابر رضی بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا (یعنی یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچ گئی آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا حضرت نعیم بن عبداللہ رضی نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ اور وہ درہم لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیے آپ نے وہ دراہم اس غلام کے مالک کو دیے اور فرمایا پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو۔ پھر اگر کچھ بچے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔ پھر اگر اپنے اہل وعیال سے کچھ بچے تو قرابت داروں پر، اور اگر قرابت داروں سے کچھ بچ جائے تو ادھر ادھر، اپنے سامنے، اور اپنے دائیں اور بائیں۔

(مسلم شریف)

بیوی کو کھلانا اللہ کی راہ میں دینے کی مانند ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے گا پس وہ صدقہ ہے اللہ کے ہاں سے اسے اس کا اجر ملے گا اور یقیناً وہ ایک غازی کا ثواب پائے گا۔ (بیہقی)

خاوند کے مال سے کھانے کا حق

بقدرِ ضرورت خاوند کے مال سے عورت کے لیے کھا لینا جائز ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ ابْنَتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمُ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ ۞

حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (حضرت ابوسفیان کی بیوی) ہندہ آئیں اور کہنے لگیں ابوسفیان کنجوس آدمی ہیں اگر میں ان کے مال میں سے کچھ رقم لے کر (انھیں بتلائے بغیر) بچوں پر خرچ کر دوں تو کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا اگر دستور کے مطابق مال لے کر خرچ کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری)

۔۞۔

بُخل کی مذمّت

مال ہوتے ہوئے عورت کے لیے خرچ کرنے میں بخل کرنا اچھا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔

ایک دفعہ ایک خاتون جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا شوہر مجھ سے بہت بخل کرتا ہے حتیٰ کہ آٹا گوندھنے تک کو برتن نہیں دیتا اور میں کوئی کسب اور کوئی ہنر نہیں جانتی جس سے اپنا خرچہ اٹھالوں (مجھے بڑی پریشانی ہو رہی ہے) یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھ پر بہشت حلال ہو گئی اور تیرے شوہر پر دوزخ واجب ہوئی۔ (مسلم)

بیوی کا خرچہ رزقِ حلال سے دینا چاہیئے

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز بندے کو میزانِ اعمال کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس کے پاس پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی۔ اس سے اہلِ خانہ کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق سوالات کیے جائیں گے۔ اسی ضمن میں اس سے مال کے سلسلے میں بھی باز پرس کی جائے گی کہ کہاں سے حاصل کر کے اپنے اہل و عیال کو کھلایا اور کس جگہ خرچ کیا۔ اس سے مال کے سلسلے میں جو مطالبات اس پر ہونگے وہ اس کی تمام نیکیوں پر حاوی ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے یہ وہ شخص ہے کہ اس کے اہل و عیال نے اس کی نیکیوں کو کھا لیا اور اس کے تمام افعالِ حسنہ کھا گئے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ آدمی سے آکر لپٹیں گے وہ اس کے عیال و اطفال ہوں گے۔ وہ لوگ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں گے اور عرض کریں گے یا اللہ! یہ وہ شخص ہے جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا اور حرام غذا سے ہمارا پیٹ بھرا۔ اس سے ہمارا بدلہ لے چنانچہ اس شخص سے بدلہ لیا جائے گا۔ (احیاء العلوم)

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گناہ کے ذریعے مال حاصل کرے پھر اس مال سے صلہ رحمی کرے یا صدقہ میں دیدے یا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے یا اہل و عیال کا خرچہ اٹھائے اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر کے دوزخ میں ڈالدے گا۔ تمہارا بہترین دین تقویٰ ہے (احیاء العلوم)

نفقہ میں اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھا جائے

بیوی کے لیے اس کا خاوند جو خرچہ بھی کرے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھے

ملے گا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے:

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ بِھَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَأَتِکَ ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالو گے اس کا ثواب بھی پاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر بیوی کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کا بھی اللہ کے ہاں ثواب ہے۔

خرچ کی ابتدا اہل وعیال سے کی جائے

خرچ کی ابتدا کے موقع پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سب سے پہلے اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کیا جائے پھر اور کاموں پر خرچ کیا جائے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَیْرُ الصَّدَقَۃِ مَا کَانَ عَنْ ظَھْرِ غِنًی وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ خرچ کی ابتدا اہل وعیال سے کرو۔ نفس کے غنا کے ساتھ صدقہ بہتر ہے جو شخص (سوال سے) بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے اور جو غنا کا طالب ہو

یُخْزِیَہِ اللّٰہُ ؎ (بخاری)

اہل وعیال پر خرچہ کرنا صدقہ کی مثل ہے

اہل وعیال پر شوہر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں دینے کی مانند ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَآ اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَھْلِہٖ نَفَقَۃً یَحْتَسِبُھَا فَھِیَ لَہٗ صَدَقَۃٌ ؎

حضرت ابو مسعود بدری رضؓ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص طلبِ ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ (مسلم)

خرچ کرتے وقت طلبِ ثواب کی نیت رکھنا ضروری ہے۔

افضل دینار

اہل وعیال پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے وہ بڑی فضیلت والی ہوتی ہے اس کے بارے میں فرمانِ نبوی ہے:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ وَیُقَالُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُنْفِقُہُ الرَّجُلُ دِیْنَارٌ یُنْفِقُہٗ عَلٰی عِیَالِہٖ وَ دِیْنَارٌ یُنْفِقُہٗ عَلٰی دَآبَّتِہٖ فِیْ

حضرت ابو عبداللہ (ابو عبدالرحمن بھی کہا گیا ہے) ثوبان بن بجدد رضؓ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خرچ کیا جانے والا افضل دینار وہ ہے جسے انسان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ دینار جسے اللہ کے راستے میں اپنے چارپائے

سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُہٗ عَلٰی
اَصْحَابِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں اللہ کی راہ میں خرچ کیے جانے والے مال کے چار درجے بتلائے گئے کہ پہلا درجہ اس مال کا ہے جو شوہر اپنی بیوی پر اور بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ پھر اس مال کا درجہ ہے جو فی سبیل اللہ دیا جاتا ہے، پھر وہ مال جو انسان اپنے چوپایوں پر خرچ کرتا ہے، پھر اس مال کا درجہ ہے جو انسان اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل درجہ اہل وعیال پر خرچ کرنے کا ہی ہے۔

زیرِ کفالت پر خرچ کرنا ضروری ہے

بیوی اور بچوں کی کفالت مرد پر ہی عائد ہوتی ہے لہذا جو شخص اپنے اہل وعیال پر جان بوجھ کر خرچ نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ ۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت لوگوں کے حقوق ضائع کر دے۔

فرشتوں کی دعا

اہل وعیال پر خرچ کرنے والوں کے لیے فرشتے یوں دعا کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز تو وقت

مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا ۝

صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما، دوسرا کہتا ہے یا اللہ روکنے والے کا مال ضائع فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

نفقہ کی مقدار

حضرت امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کا جو نفقہ مرد کے ذمہ ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں (۱) طعام (۲) قیام گاہ (۳) لباس۔ اس سے زائد جو کچھ شوہر اپنی اہلیہ کو دیتا ہے یا اس پہ خرچ کرتا ہے وہ ہمدردی اور احسان ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ نفقہ کی مقدار دونوں کی معاشی حیثیت پر مبنی ہے۔ اگر دونوں مالدار ہیں تو نفقہ مالداروں کی طرح ہوگا اور اگر دونوں غریب ہیں تو نفقہ بھی غریبانہ ہوگا۔ اور اگر بیوی غریب گھر کی ہے اور خاوند مالدار یا بیوی تو مالدار ہے اور خاوند غریب ہے تو اس صورت میں خاوند کا اعتبار ہوگا۔ غرضیکہ اگر مرد مالدار ہے تو بیوی کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ دے، اگر غریب ہے تو پھر اپنی غریبانہ حیثیت کے مطابق خرچہ دے۔

اگر میاں بیوی میں نفقہ کے متعلق اختلاف ہو جائے۔ بیوی زیادہ خرچے کا مطالبہ کرتی ہو اور خاوند دینے کا اہل نہ ہو تو خاوند کی بات معتبر تصور ہوگی اگر خاوند مالدار ہو لیکن خرچ کرنے میں بخیل ہو جس سے بیوی کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں تو عورت گھر کے لیے اپنے خاوند کے مال سے صرف اتنا خرچ کر سکتی ہے جو اس کی ذاتی کفالت کے لیے ضروری ہو۔

حضرت قاضی ابو یوسفؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ سال بھر میں عورت کے لیے

کتنی دفعہ کپڑا بنا کر دینا لازم ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ غریب کے لیے تین دفعہ اور امیر پر چار مرتبہ۔ اور صحیح یہ ہے کہ جب بوسیدہ ہو جائے اور بنائے۔ اور کپڑا درمیانی درجہ کا دینا چاہیئے، نہ ہی بہت زیادہ عمدہ اور نہ بہت باریک اور نہ بہت موٹا۔ (فتاوٰی عالمگیری)

۳۔ عدل اور برابری کا سلوک

دو یا اس سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں مرد پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کو مدنظر رکھے، ان کے کھانے پینے اور رہائش اور دیگر ضروریات میں برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے اگر ان کو ماہانہ جیب خرچ دیتا ہو تو ہر بیوی کو یکساں خرچہ دینا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیویوں کے درمیان یکساں سلوک نہ کرے گا تو قیامت کے روز اسے سزا ملے گی کیونکہ ایک سے زائد بیویاں ہوتے ہوئے ایک طرف زیادہ مائل نامناسب ہے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اِمْرَاَتَانِ یَمِیْلُ مَعَ اَحَدِھِمَا عَلَی الْاُخْرٰی جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ اَحَدُ شِقَّیْہِ سَاقِطٌ ؕ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔

اس حدیث پاک میں ایک سے زائد بیویوں میں برابری اور عدل نہ کرنے کی بنا پر جو سزا ملے گی اس کا ذکر ہے یعنی بیویوں میں انصاف نہ کرنے والا قیامت میں

اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا لہذا یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ بیویوں کے نان نفقہ اور دیگر معاملات میں ہر طرح سے عادلانہ طرزِ عمل ہو تاکہ کسی بیوی کو فرق یا امتیازکی شکایت کا موقع نہ ملے۔

اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے میں بھی برابری کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یعنی ہر ایک کے پاس باری سے رات گزاری جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی وقت میں نو ازواجِ مطہرات تھیں اور آپؐ نے ان کے پاس جانے کے لیے باری مقرر کر رکھی تھی تاکہ ہر ایک سے یکساں سلوک ہو۔ اس بارے میں حدیثِ پاک یہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ۔	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کے پاس باری باری قیام پذیر ہوتے پھر ارشاد فرماتے یا اللہ میرا یہ کام ہے جس میں میں اختیار رکھتا ہوں لہذا تو مجھے اس کام میں نہ پکڑ جس کا تو مالک ہے اور میرے اختیار میں نہیں۔ (نسائی شریف)

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہراتؓ سے ازدواجی تعلقات میں یکساں سلوک فرماتے تھے اسی طرح آپؐ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں ان کے پاس باری باری جاؤ تاکہ کسی کے حقِ زوجیت میں کمی نہ ہو۔

اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍؓ جَنَازَةَ	عطا کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ سرف کے مقام پر حضرت میمونہ رضہ کے

مَیْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِہٖ زَوْجَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَھَا فَلَا تُزَعْزِعُوْھَا وَلَا تُزَلْزِلُوْھَا وَارْفُقُوْا فَاِنَّہٗ فَاِنَّہٗ کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ کَانَ یَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَّلَا یَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ ؕ

جنازے پر حاضر ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہؓ ہیں۔ جب آپ حضرات ان کے جنازے کو اٹھائیں تو انھیں ہلانے جلانے سے پرہیز کرنا اور جنازہ لے کر آہستہ آہستہ چلنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہراتؓ بحیات تھیں جن میں سے آٹھ کی باریاں مقرر تھیں اور ایک (حضرت سودہ رضؓ) کی باری مقرر نہ تھی (کیونکہ انھوں نے خوشی سے اپنی باری حضرت عائشہ رضؓ کو دے دی تھی)۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ میں عدل و انصاف کرنے کا وصف بہت نمایاں ہے اور یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَکَانَ اِذَا قَسَمَ بَیْنَھُنَّ لَا یَنْتَھِیْ اِلَی الْمَرْاَةِ الْاُوْلٰی اِلَّا فِیْ تِسْعٍ فَکُنَّ یَجْتَمِعْنَ کُلَّ لَیْلَةٍ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ یَاْتِیْھَا فَکَانَ فِیْ بَیْتِ عَائِشَةَ رضؓ فَجَاءَتْ زَیْنَبُ رضؓ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہراتؓ تھیں آپ جب ان میں ایام کی تقسیم فرماتے تو پہلی بیوی کے پاس نو دن کے بعد پہنچتے تھے اس لیے ہر رات تمام ازواج مطہراتؓ اس زوجہ کے ہاں اکٹھی ہو جاتی تھیں جہاں آپؐ قیام فرما ہوتے تھے۔ ایک دن آپؐ حضرت عائشہ رضؓ کے گھر تشریف فرما تھے کہ حضرت زینب رضؓ

فَمَدَّ يَدَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَتْ هٰذِهٖ زَيْنَبُ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فَتَقَاوَلَتَا حَتّٰى اسْتَخَبَتَا وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَمَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى ذٰلِكَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ اُخْرُجْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلْاٰنَ يَقْضِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ فَيَجِيْءُ اَبُوْبَكْرٍ فَيَفْعَلُ بِيْ وَيَفْعَلُ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ اَتَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيْدًا وَ قَالَ اَتَصْنَعِيْنَ ؟ ؛

تشریف لائیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا یہ زینبؓ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا دونوں ازواج میں بحث چھڑ گئی اور آواز بلند ہونے لگی۔ اسی اثناء میں نماز کی اقامت ہوگئی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ادھر سے گزرے، انھوں نے ان دونوں کی آوازیں سنیں۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ نماز کے لیے تشریف لائیے اور ان کے منہ میں مٹی ڈال دیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضؓ کہنے لگیں، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر آئیں گے اور حضرت ابوبکر رضؓ بھی آئیں گے اور وہ مجھ کو ہی برا بھلا کہیں گے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آئے اور انھیں بہت سخت سست کہا اور کہا کہ تم ایسا کرتی ہو۔

(مسلم شریف)

ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دیدیں اور وہ خود بھی اس کے لیے تیار ہوں تو جائز ہے۔

مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے۔ دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔

درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کے کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے، ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر جو حق ہوتا ہے وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ رض۔

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب حضرت سودہ رض بوڑھی ہو گئیں تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے مجھے جو باری حاصل تھی وہ میں نے عائشہ رض کو دیدی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رض کو دو دن عنایت فرماتے، ایک خود ان کا اور حضرت سودہ رض کا۔ (بخاری)

بعض علماء نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رض کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے طلاق نہ دیجئے تاکہ قیامت کے روز آپ کی ازواج مطہرات میں میرا حشر ہو اور اپنی باری حضرت عائشہ رض کو دیدی

یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ محض ان کی پیرانہ سالی کی بنا پر آپؐ نے انھیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا۔ کیونکہ بیوی کے بوڑھی ہو جانے کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ اسے طلاق دے کر الگ کر دیا جائے بلکہ جنگ بدر کے دن ان کے کچھ رشتہ دار مشرکین کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے تھے جن کے بارے میں حضرت سودہ رضؓ نے اظہارِ غم کیا اور مرثیہ کے کچھ اشعار پڑھے تھے اس بنا پر ناخوش ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں طلاق دینے کا قصد فرمایا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تو اس وقت ہر زوجہ کو تو ساتھ نہ لے جا سکتے تھے لہٰذا آپ ازواج کے درمیان قرعہ ڈال لیتے تاکہ جس کا نام نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک وقت میں جب ہر بیوی کسی کام میں شامل نہ ہو سکتی ہو تو قرعہ سے انتخاب کر لینا بھی عدل اور برابری کے زمرے میں آئے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ اَقْرَعَ بَیْنَ نِسَائِہٖ ؕ

حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو ازواج کے لیے قرعہ اندازی فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۴۔ نرمی و شفقت کا رویّہ

خوشحال زندگی کا راز نرم اور مشفقانہ رویے میں ہے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ مرد اگر تلخ کلام ہو، ذرا ذرا سی بات پر طعنے مارے تو عورت کا جینا مشکل ہو جائے گا۔ اور عورت کی گھریلو زندگی جہنم بن کر رہ جائے گی۔ اس لیے پُرسکون ماحول کے لیے ضروری ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اختیار کرے۔ اپنی بیوی کو کبھی بھی سیرت و صورت کا طعنہ نہ مارے اور عورت کے ورثاء پر بھی نکتہ چینی نہ کرے اور نہ کبھی عورت کے ماں باپ اور بہن بھائی کے سامنے اسے

بُرا کہے۔ اگر مرد ایسی باتیں کرے گا تو عورت کے دل سے مرد کی محبت جاتی رہے گی بلکہ نفرت پیدا ہونے کا امکان ہو جائے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ میاں اور بیوی میں اختلافات پیدا ہونے کا خطرہ ہے جس سے دونوں کی زندگی کہیں تلخ نہ ہو جائے گھر کی خوشگوار زندگی کہیں عذاب نہ بن جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیارے انداز میں اپنی امت کو نرمی اور شفقت کا یوں درس دیا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا ؀

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کر لو اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔

(بخاری شریف)

عورت چونکہ فطرتاً ضدی الطبع ہے اکثر معاملات پر عورتیں اپنے خاوندوں سے سخت رویہ اختیار کر جاتی ہیں جس سے گھر کا سکون خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عورتوں کے بارے میں نیکی کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اس لیے اپنی بیوی سے ہمیشہ اچھا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے

عورت کو معاشرے میں جو بلند مقام حاصل ہوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تعلیم کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ عورت کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان یہ ہے:

عَنِ الزُّبَیْرِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا عَسٰی اَحَدُکُمْ اَنْ یَّضْرِبَ اِمْرَاَتَہٗ ضَرْبَ الْاَمَۃِ اَلَا خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ ۔

حضرت زبیر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مارے گا۔ سنو تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو۔

(بزار)

اس حدیث کے مطابق اچھے خاوند کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو اس لیے ہمیشہ بیوی کی کوتاہیوں سے درگزر کرنا ہی بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سب سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اسی طرح مہربانی سے پیش آئے جس طرح ماں اپنے بچے کے ساتھ۔ ایسے مرد کے لیے ہر دن میں اور رات میں صبر اور شکر کے ساتھ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے سو آدمیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

لونڈی پر احسان کرنے کا واقعہ

ایک لونڈی کے ساتھ احسان کرنے کا ایک واقعہ حدیث پاک میں یوں بیان ہوا ہے:

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ الْحَکَمِ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت معاویہ بن حکم رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ جَارِیَۃً
کَانَتْ لِیْ تَرْعٰی غَنَمًا لِّیْ
فَجِئْتُھَا وَقَدْ فَقَدَتْ شَاۃً
مِّنَ الْغَنَمِ فَسَاَلْتُھَا عَنْھَا
فَقَالَتْ اَکَلَھَا الذِّئْبُ
فَاَسِفْتُ عَلَیْھَا وَکُنْتُ مِنْ
بَنِیْ اٰدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْھَھَا
وَعَلَیَّ رَقَبَۃٌ اَفَاُعْتِقُھَا فَقَالَ
لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَیْنَ اللّٰہُ؟ فَقَالَتْ فِی
السَّمَآءِ۔ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟
فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَعْتِقْھَا۔

میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری
ایک لونڈی میری بکریاں چرا رہی تھی میں جب
اس کے پاس آیا تو ایک بکری کو نہ پایا۔ میں
نے اس سے بکری کے بارے میں پوچھا تو
اس نے کہا اسے بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے اس
لونڈی پر بہت غصہ آیا۔ میں بھی انسان تھا
اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور میرے ذمے
ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ کیا میں اسی کو
آزاد کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟
اس نے کہا آسمان میں۔ فرمایا میں کون ہوں؟
اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آزاد
کر دو۔

(موطا امام مالکؒ)

لونڈی کے منہ پر طمانچہ مارنے کے ازالے میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا گیا۔
اسلام میں عورت سے مشفقانہ رویے کی یہ بہترین مثال ہے۔

بیوی سے درگزر کرنا

کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا۔ دروازے پر پہنچا تھا تو اندر سے حضرت عمرؓ کی بیوی ام کلثومؓ کی کچھ تیز کلامی محسوس ہوئی تو اپنے دل میں یہ سوچ کر لوٹنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا اور یہاں

خود ہی قصہ موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسے واپس بلا کر پوچھا تو کہنے لگا کہ میں یہ ارادہ لے کر آیا تھا کہ اپنی بیوی کا کچھ گلہ شکوہ آپ کے پاس کروں مگر آپ کے گھر کا معاملہ معلوم ہوا تو میں واپس جا رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے ذمے اس کے کچھ حقوق ہیں جس کی وجہ سے میں درگزر کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے کہ اس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے دوسرے یہ کہ میں باہر چلا جاتا ہوں تو وہ میرے مال و متاع کی رکھوالی کرتی ہے تیسرے یہ کہ وہ میرے کپڑے دھوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ میرا کھانا پکاتی ہے۔ یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہیں لہذا جس طرح آپ اپنی بیوی سے درگزر کرتے ہیں تو اب میں بھی ایسا ہی کروں گا۔

۵۔ بے تکلّفی اور مزاج شناسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ بڑی بے تکلف زندگی گزارتے تھے اور ان کے مزاج کا لحاظ رکھتے ہوئے دنیوی معاملات کو بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی خوشی اور ناخوشی جس طرح پہچانتے تھے اس کے بارے میں روایت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم جانتے ہیں کہ جب تم ہم سے راضی ہوتی ہو اور جب ہم سے ناراض ہوتی ہو۔ میں نے عرض کیا آپ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ فرمایا

ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ۔ قَالَ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ ؁

جب تم ہم سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو مجھے رب محمد مصطفیٰ ؐ کی قسم! اور جب ہم سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ایسے نہیں ہے حضرت ابراہیم ؑ کے رب کی قسم! میں نے عرض کیا ہاں! خدا کی قسم! یارسول اللہ میں صرف آپ کا نام ہی ترک کرتی ہوں۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی کو کبھی خفگی آجائے تو بڑی خوش اسلوبی سے اسے راضی کرلینا چاہیئے۔ مقصد یہ ہے کہ بیوی پر ہر وقت رعب ہی رعب نہ ڈالا جائے بلکہ نرمی بھی اختیار کرنی چاہیئے اسی طرح کی ایک اور حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهٗ فَسَبَقْتُهٗ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ ؁

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں انھوں نے فرمایا کہ میں نے آپؐ کے ساتھ دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی۔ جب میرا جسم بھاری ہو گیا اور دوڑ لگائی تو آپؐ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا یہ تمھاری پہلی سبقت کا بدلہ ہو گیا۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث اپنی بیویوں کے ساتھ حضورؐ کے حسنِ معاشرت کی ایک مثال ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ اپنی ازواج کے ساتھ ایک پُرمسرت اور خوشگوار زندگی بسر کرتے تھے [illegible]

ہنس مکھ تھے۔ نیز اس روایت میں امت کے لیے بھی یہ سبق ہے کہ اپنی عائلی زندگی میں آپ کے اس حسنِ معاشرت کی پیروی کی جائے اور اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور باہمی پیار و محبت کے ساتھ رہا جائے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپؐ اپنے جوتے خود ہی سی لیتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے اور اپنے گھر کے تمام کام کر لیتے اور ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گوشت بنا لیتے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ کے گھر والوں نے ہمارے پاس رات کے وقت بکری کے گوشت کا ایک پارچہ بھیجا۔ میں نے وہ پارچہ پکڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بوٹیاں بنائیں اور آپؐ کو خوشبو بیحد پسند تھی بدبو سے آپ کو سخت کراہت ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صوف کا جبہ سیا۔ آپؐ نے اسے زیبِ تن کیا۔ پسینہ کی وجہ سے صوف کی بو محسوس کی تو اسے اتار دیا۔ آپ کو خوشبو بیحد پسند تھی۔ (مسند احمد، نسائی، احیاء العلوم)

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سونے کی جگہ میں برائی نہیں نکالی۔ اگر آپ کے لیے بستر لگا دیا جاتا تو آپ اس پر لیٹ جاتے ورنہ زمین پر آرام فرماتے۔ اور آپؐ چٹائی پر کچھ بچھائے بغیر بھی لیٹ جاتے اور آرام فرماتے اور آپؐ کے پاس چمڑے کا ایک بستر تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اس گدے کی لمبائی دو ہاتھ اور چوڑائی ایک ہاتھ اور ایک بالشت تھی اور حضرت ام سلمہ رضؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کا بستر اتنا بڑا تھا، جتنی بڑی جگہ میں انسان قبر کے اندر رکھا جاتا ہے۔

(احیاء العلوم)

۶۔ بیوی کی حوصلہ افزائی

بیوی کے حقوق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جائز باتوں پر بیوی کی حوصلہ افزائی کی جائے اس کی عادات اور شوق کا خیال رکھا جائے۔ خاص طور پر جب عورت کی عمر ذرا کم ہو اور اس کی عادتیں بچوں جیسی ہوں تو ان سے درگزر کر دینا چاہیئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ ؛

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری سہیلیاں بھی تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ چلی جاتیں۔ آپ انھیں میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلنے لگ جاتیں۔

(بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بیوی کے جذبات اور خیالات کی دلداری کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اس کا ایسا شوق جو خلاف شریعت نہ ہو اسے برداشت کرنا چاہیئے غرضیکہ بیوی سے ہنسی خوشی رہنا چاہیئے۔ اس طرح سے میاں بیوی کی زندگی میں اطمینان اور سکون کی دولت میسر رہے گی۔ دونوں کا نباہ اچھی طرح ہو جائے گا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پاک یوں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی قسم!

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِأَنْظُرَ إِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ أُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ أَجْلِيْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّتِيْ أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ ؁

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی مسجد میں نیزہ بازی کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر مبارک سے چھپا لیتے تاکہ میں آپ کے مبارک گوش و دوش کے درمیان سے دیکھوں۔ پھر میری وجہ سے کھڑے رہتے یہاں تک کہ میں خود چلی جاتی اس سے نوعمر لڑکیوں کی کھیل سے دلچسپی کا اندازہ خود کر لو۔

(بخاری)

یہ واقعہ پردہ واجب ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضؓ سے خوش اخلاقی اور دلجوئی ظاہر ہوتی ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہر خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کی خوشی کو مقدم جانتے اور جس قدر ممکن ہو اس کے شوق کا خیال رکھے اس سے میاں بیوی کے تعلقات آپس میں بہت خوشگوار رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے زندگی کے ہر معاملے میں بڑی نرمی سے پیش آتے تھے۔ غرضیکہ اٹھتے بیٹھتے سوتے اور جاگتے، گھر کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں اپنی ازواج مطہرات کی بہت دلداری اور پاسداری فرماتے تھے۔ اس لیے ہر مسلمان کو اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی گھریلو زندگی کو پُرکیف گزارنا چاہیئے جس میں میاں بیوی میں تلخی والی باتیں نہ ہوں۔ بلکہ سکھ ہی سکھ ہو۔

مسجد سے مراد مسجد سے ملحق جگہ تھی جہاں وہ حبشی نیزہ بازی کے کمالات کی مشق کر رہے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ چھوٹے نیزے کے ساتھ ان کا یہ کھیل دشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کے حکم میں تھا۔ اور تیر اندازی کی طرح جنگ کی تیاری تھی۔ لہٰذا یہ کھیل عبادت کے حکم میں تھا اور عید کے دن تھا۔ جبکہ کھیل مباح ہو اور عید کے دن ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ تشریف لائے اور انھوں نے منع کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج عید کا دن ہے انھیں منع نہ کرو۔

حضرت عائشہؓ نو عمر تھیں۔ کیونکہ نو عمری میں بعض لڑکیاں کھیلوں کے دیکھنے کی بڑی شوقین ہوتی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ میں اتنی دیر تک کھڑی رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری خاطر کھڑے رہتے یہ آپ کے حُسنِ معاشرت اور حُسنِ اخلاق کا کمال تھا اور حضرت عائشہؓ سے آپ کی محبت اور ان پر آپ کی عنایت کا نتیجہ تھا۔ (اشعۃ اللمعات)

عورتوں کی حوصلہ افزائی کے بارے میں ایک فرمانِ نبویؐ یہ ہے:

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاِمْرَاَۃٍ عَجُوْزٍ اِنَّہٗ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَہُنَّ وَ کَانَتْ تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَہَا اَمَا تَقْرَئِیْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّا اَنْشَاْنٰہُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰہُنَّ اَبْکَارًا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ وہ عرض گزار ہوئیں یہ کس لیے جبکہ وہ تو قرآن مجید پڑھتی ہیں۔ فرمایا کہ کیا تم قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھتیں۔ ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انھیں کنواریاں بنایا۔

(مشکوٰۃ، ج ۲)

۷۔ بیوی کے جذبات کا لحاظ رکھنا

جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے اس لیے لازم ہے کہ عورت کی سیرت وصورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے، نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کو عورت کے سامنے بُرا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہوجاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذابِ جان بن جاتی ہے۔

مرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کردے گی مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہوجائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہوجائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہوجائے گا۔

عورت اگر اپنے میکہ سے کوئی چیز لاکر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہیئے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی پرتپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تاکہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہوجائے۔

عورت کے پیش کیے ہوئے تحفوں کو ہرگز ہرگز کبھی نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے۔ نہ ان میں عیب نکالے ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی رہ ہی جاتا ہے۔

شوہر کو چاہیئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن، لباس اور بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے لہذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیئے (جنتی زیور)

۸۔ بیوی کی رازداری کو قائم رکھنا

عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز بہت بڑی امانت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے

مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلُ يُفْضِيْ اِلَى امْرَأَتِهٖ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا ۞

روز مرتبے کے لحاظ سے وہ آدمی بہت بُرا ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور وہ اس کے پاس آئے۔ پھر اس کا راز فاش کرے۔ (مسلم)

اسلام نے میاں بیوی کے باہمی تعلقات کو پردہ داری میں رکھنے کی تعلیم دی ہے اس لیے جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے تو اس کیفیت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ جو شخص اس پردہ کو قائم رکھے وہ بہت اچھا انسان شمار کیا جائے گا اور جو شخص عورت کی اس رازداری کو فاش کرے تو وہ اللہ کی نظر میں بہت بُرا انسان ہے۔ اس لیے خاوند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی رازداری کو قائم رکھے۔ کسی کے پوشیدہ عیب کو چھپانے میں بہت درجہ ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيٰى مَوْءُوْدَةً ۞

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کا پوشیدہ عیب دیکھ کر چھپایا یہ ایسا ہے گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو زندہ کیا۔ (ترمذی)

عیب پوشی مردہ کو زندہ کرنے کے مترادف ہے اس لیے شوہر کو بیوی کی اور بیوی کو خاوند کی ہمیشہ عیب پوشی کرنی چاہیئے اور عیب کو دور کر لینا اس سے زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ بدگمانی کی ممانعت

عورت کو حق حاصل ہے کہ بلا تصدیق و ثبوت خاوند اس پر نہ بدگمانی کا اظہار

کرے اور نہ ہی تہمت لگائے۔ اس سلسلے میں ہمیشہ سمجھ اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ بعض مرد بڑے شکی مزاج ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات بے بنیاد باتوں کی بنا پر اپنی بیوی پر بدگمانی کرنے لگتے ہیں جس سے بیوی کے دل میں نفرت کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر بدگمانی کرنے والے کو ایک قوی دلیل کے ذریعے سمجھایا کہ تمہاری عورت نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْکَرْتُهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰی تُرٰی ذٰلِکَ جَاءَهَا قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ عرض کی ہاں! فرمایا کہ ان کے رنگ کیسے ہیں؟ عرض گزار ہوا کہ سرخ۔ فرمایا کہ کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ عرض گزار ہوا کہ ان میں خاکستری بھی ہے، فرمایا کہ یہ رنگ کہاں سے آیا۔ عرض کی کہ کسی رگ نے اسے کھینچا ہو گا۔ فرمایا تو لڑکے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہو گا اور آپ نے اسے بچے سے انکار کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ (بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بیوی پر بغیر دلیل اور قوی ثبوت کے بدگمانی

نہیں کرنی چاہیئے۔ اعرابی نے بچے کو کمزور اور کالا دیکھ کر یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہ بچہ میرا نہیں اور بیوی پر تہمت کا ارادہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوی دلیل کے ذریعے اسے بتایا کہ انکار نہ کرو یہ بچہ تمہارا ہی ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ جب تک قوی دلیلیں نہ پائی جائیں بچے کو حرامی قرار نہ دیا جائے۔ اس کے بارے میں ایک اور روایت یہ ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ إِنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عویمر عجلانی عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی کو پا کر قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے لہٰذا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور بیوی کے متعلق حکم نازل ہو گیا ہے۔ جاؤ اسے لے آؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب دونوں فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اسے رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا تھا۔ لہٰذا اسے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہنا اگر لڑکا سیاہ رنگ۔ بڑی آنکھوں والا، موٹے سرینوں والا

اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَیْنَیْنِ عَظِیْمَ الْاِلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَیْھَا وَاِنْ جَاءَتْ بِہٖ اُحَیْمِرَ کَاَنَّہٗ وَحَرَۃٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ کَذَبَ عَلَیْھَا فَجَاءَتْ بِہٖ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِیْقِ عُوَیْمِرٍ فَکَانَ بَعْدُ یُنْسَبُ اِلٰی اُمِّہٖ: (مسلم)

اور موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میں یہی گمان کروں گا کہ عویمر نے عورت کے متعلق سچ کہا اور اگر وہ وحرہ (ربامنی) کی طرح سرخ رنگ کا ہو تو میرے خیال میں عویمر نے عورت پہ جھوٹا الزام لگایا۔ پس وہ بچہ اسی طرح کا پیدا ہوا جو اس کا حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا جس سے حضرت عویمرؓ کی تصدیق ہوگئی اور بعد میں وہ لڑکا اس کی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ بیوی پر جب بھی کسی برائی کا الزام لگایا جائے تو اس کا ثبوت تمہارے پاس ہونا چاہیئے لہذا بدگمانی کی بنا پر تہمت نہیں لگانی چاہیئے۔ بدگمانی کے باعث گھر تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ مرد کو چاہیئے کہ اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لیے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو کہ جس طرح کوئی شوہر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری

عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں لہذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے، کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کردے گا۔

۱۰۔ مہر وصول کرنے کا حق

مہر اس معاوضے کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے موقع پر شوہر کی طرف سے عورت کے لیے حقوقِ زوجیت کی بنا پر مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر نکاح کی ضروری شرائط میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کرلے کہ مہر نہیں دیا جائے گا تو اس کا نکاح صحیح ہی نہ ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "جن عورتوں سے تم نکاح کرو ان کے مقرر شدہ مہر ان کو ادا کردو"، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تمام ازواج مطہراتؓ کا مہر مقرر ہوا اس لیے حضورؐ کی اتباع میں مہر مقرر کرنا سُنت ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے مہر کی کسی خاص مقدار کو معین کرکے واجب قرار نہیں دیا اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے خاوند کی حیثیت اور استطاعت پر موقوف رکھا ہے یعنی جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ شریعت میں کم از کم مقدار مقرر کی گئی ہے تاکہ اس سے کم مقرر نہ کیا جائے۔ اس کے بارے میں احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِاَزْوَاجِهِ

حضرت ابوسلمہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنا مہر دیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپؐ کا اپنی ازواج مطہراتؓ کے لیے مہر بارہ اوقیہ اور

ثِنْتَیْ عَشَرَةَ اُوْقِیَّةً وَّنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ ؕ

نش ہوتا تھا۔ فرمایا آپ جانتے ہیں کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ نصف اوقیہ۔ پس یہ پانچ سو درہم ہو گئے۔ (مسلم شریف)

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ اَبُوْطَلْحَةَ اُمَّ سُلَیْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَیْنَهُمَا الْاِسْلَامُ اَسْلَمَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ قَبْلَ اَبِیْ طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنْ اَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَاَسْلَمَ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَیْنَهُمَا ؕ

حضرت انس رض راوی ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رض نے ام سلیم رض سے نکاح فرمایا اور ان کا مہر اسلام تھا۔ حضرت ام سلیم رض حضرت ابوطلحہ رض سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ بعد ازاں حضرت ابوطلحہ رض نے حضرت ام سلیم رض کو پیغام بھیجا۔ ام سلیم رض نے جواب دیا کہ میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو میں تجھ سے نکاح کر لوں گی بعد ازاں حضرت ابوطلحہ رض مسلمان ہوئے اور ان کا مہر اسلام قرار پایا۔ (نسائی)

(۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا امْرَاَةٍ نُكِحَتْ عَلٰی صَدَاقٍ اَوْحِبَاءٍ اَوْعِدَّةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اَعْطَاهُ وَاَحَقُّ مَا اُكْرِمَ عَلَیْهِ الرَّجُلُ اِبْنَتُهٗ اَوْ اُخْتُهٗ ؕ

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے مہر یا بخشش پر یا بخشش کے وعدہ پر نکاح کیا تو یہ سب چیزیں عورت کی ہیں اور جو چیز عقد نکاح کے بعد ہو گی وہ دینے والے کا حق ہے اور انسان کی عزت و بزرگی بہن و بیٹی کے سبب سے ہے۔ (نسائی)

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِیٌّ رض فَاطِمَةَ رض قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطِهَا شَیْئًا قَالَ مَا عِنْدِیْ قَالَ فَاَیْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِیَّةُ ۔

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض سے آپ کے نکاح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آپ حضرت فاطمہ رض کو کچھ دیں۔ حضرت علی رض نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپؐ نے پوچھا تمھاری زرہ حطمیہ کہاں گئی۔ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتیں وہ ہیں جن کے مہر ہلکے پھلکے ہوں۔

(۵) عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَیْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ ۔

حضرت عقبہ بن عامر رض سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن شرطوں کو پورا کرنا ضروری ہے ان میں سے ان شرطوں کو پورا کرنا اور بھی ضروری ہے جن کے باعث تمھارے لیے شرمگاہیں حلال ہوتی ہیں۔

(بخاری)

(۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ

حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رض حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زرد نشانات تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرلیا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اسے

سُقْتَ اِلَیْهَا قَالَ زِنَۃَ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ؞

مہر کیا دیا ہے؟ عرض کی کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کرو خواہ ایک بکری ہی میسر آئے (بخاری)

حضرت کعب بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر یہ اعلان کر دے کہ عورت میں برکت بھی ہے اور نحوست بھی۔ عورت کی برکت اور خوبی یہ ہے کہ اس کا مہر تھوڑا ہو۔ نکاح سہولت سے کم خرچ میں ہوا ہو اور وہ خوش اخلاق اور دیندار ہو۔ اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ مہر زیادہ ہو، نکاح دشواری سے ہوا ہو، اور بداخلاق و بے دین ہو۔ (ابوداؤد)

(۷) عَنْ سَھْلٍ اَنَّ امْرَاَۃً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَیْہِ نَفْسَھَا فَقَالَ مَالِیَ الْیَوْمَ فِی النِّسَآءِ مِنْ حَاجَۃٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَوِّجْنِیْھَا قَالَ مَاعِنْدَکَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اَعْطِھَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِیْدٍ قَالَ مَاعِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ کَذَا وَکَذَا۔

حضرت سہل رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی خدمت میں خود کو پیش کیا۔ فرمایا مجھے تو اب عورتوں کی ضرورت نہیں ہے پس ایک شخص عرض گزار ہوا یا رسول اللہؐ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے۔ فرمایا تمھارے پاس کیا ہے؟ عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ فرمایا اسے کچھ دو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ فرمایا تمھیں قرآن کریم کتنا یاد ہے؟ عرض کی کہ اتنا۔ فرمایا میں نے

قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۞ — تمھارے قرآن مجید جاننے کے باعث اس عورت کا تمھیں مالک بنا دیا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں میں زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جس کا مہر کم سے کم ہو اور دین میں زیادہ سے زیادہ ہو۔

(۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا ۞ — حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رض کو آزاد کر دیا اور یہی آزادی ان کا مہر قرار دیا گیا (بخاری)

اسی بات کو ایک اور جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ تمھاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو خوش رُو اور ہنس مکھ ہو اور مہر میں کم ہو۔

(۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ الصَّدَاقُ اِذَا كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوَاقٍ ۞ — حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ اقدس میں مہر دس اوقیہ تھا۔ (نسائی)

حضرت ابو عجفا سلمی رض فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رض نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے یہ بیان فرمایا کہ اے لوگو! خبردار تم لوگ عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کیا کرو۔ اگر کثرتِ مہر دنیا میں بزرگی اور عنداللہ مقبولیت اور کامیابی کا سبب ہوتی اور مہر میں زیادتی مستحسن ہوتی تو ہم میں سب سے زیادہ اس کے لائق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے مگر رسول اللہ نے اپنی عورتوں کا مہر زیادہ مقرر نہیں کیا اور نہ ہی اپنی صاحبزادیوں کا مہر زیادہ متعین فرمایا۔ (ابوداؤد)

مہر کم باندھنا سنت ہے اور دس درہم چاندی سے کم مہر جائز نہیں۔ پس اگر کوئی دس درہم سے کم مہر مقرر کرے تو بھی دس درہم لازم آئے گا اور عورت پورے دس درہم مہر کی مستحق ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہ باندھا جائے۔

قرآن کریم کا حکم ہے کہ اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کر دیا کرو جو بھی مقرر ہوئے ہوں اور جن کو تم نے منظور کیا ہو۔ ہاں اگر عورت خود اپنی مرضی اور خوشی سے سارا مہر یا تھوڑا بہت مہر مرد کو معاف کر دے تو اسے اختیار ہے اور بغیر مہر کے نکاح کرنا جائز نہیں اگر کر لیا تو نکاح ہو جائے گا لیکن مہر مثل لازم ہو گا کیونکہ امام ابو حنیفہ رح کا بھی یہی مسلک ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس کی نیت مہر کی رقم ادا کرنے کی ہوتی ہے اور وہ خوشی سے مہر ادا کر دیتا ہے تو اس کو ہر درہم کی ادائیگی کے بدلے ایک حج کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔

عورت اگر اپنا سارا مہر خوشی سے اور صدقِ قلب سے شوہر کو معاف کر کے بخش دے تو یہ عمل مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دیتی ہے خدا تعالیٰ اس کے لیے بہشت واجب کر دیتا ہے اور عورت کو ہر درہم کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔

۱۱۔ بیوی پر اعتماد اور بھروسہ

شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کرے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔

بیوی پر اعتماد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو کافی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی۔

اعتماد اور بھروسے کی بنا پر مرد کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کے خلاف دل میں بغض نہ رکھے۔ اگر بغض رکھے گا تو پھر بد اعتمادی پیدا ہو جائے گی جس سے گھر کا نظام نہیں چل سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغض سے منع فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَۃً اِنْ کَرِہَ مِنْھَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْھَا اٰخَرَ اَوْ قَالَ غَیْرَہٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن کسی ایماندار عورت سے بغض نہ رکھے اگر اسے اس کی کوئی بات ناپسند ہو تو کوئی دوسری بات پسند ہوگی۔

(مسلم)

ہر بیوی کی کچھ عادات پسندیدہ ہوتی ہیں اور بعض عادتیں ناپسندیدہ بھی ہونگی

اس کی اچھی عادتوں سے گزارہ کر لینا چاہیئے اور اس کی ناپسندیدہ عادتوں کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر ٹھیک ہو جائیں تو بہت بہتر، ورنہ زندگی کے ایام گزارنے کے لیے ان سے درگزر کر لینا چاہیئے۔ اس طرح بیوی پر اعتماد اور بھروسہ قائم رہے گا۔

۱۲۔ بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینا

شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینی چاہیئے کیونکہ اپنی بیوی کا گھر میں دل لگانے کے لیے اس سے دل لگی کرنا اور ہنسی مذاق کا رویہ اختیار کر لینا بالکل جائز ہے۔ اگر بیوی کے سامنے کوئی بات چیت نہ کریں گے اور بالکل خاموش رہیں گے تو گھریلو ماحول پر اجنبیت چھائی رہے گی اس طرح گھریلو فضا دلکش اور خوشگوار نہ رہے گی۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ سے ہمیں یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے والی باتیں بھی کبھی کبھار کرنی چاہئیں یا اس کی کسی عادت پر خود کو خوش کر لینا چاہیئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْ حُنَيْنٍ وَفِيْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيْحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ بَنَاتِيْ وَرَاٰى بَيْنَهُنَّ

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا حنین سے تشریف لائے۔ ام المومنین رض کے طاقچے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو اس سے پردہ اٹھ گیا اور حضرت عائشہ رض کی گڑیاں دکھائی دینے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ میری بچیاں ہیں۔ آپؐ نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس پر کپڑے

فَرَسًا لَهٗ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَرٰى وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هٰذَا الَّذِيْ عَلَيْهِ قَالَتْ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَهٗ جَنَاحَانِ قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اِنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا اَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتّٰى رَاَيْتُ نَوَاجِذَهٗ ۞

کے دو پر تھے۔ فرمایا ہم ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہے ہیں؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے فرمایا یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا دو پر ہیں۔ فرمایا گھوڑے کے دو پر؟ عرض کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے۔ فرماتی ہیں آپ ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ کے اندرونی دانت دیکھے۔

( )

تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے دمشق جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے لیکن دشمن کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اس لیے جنگ کے بغیر واپس تشریف لائے۔ اس غزوہ سے واپسی پر جب آپ اپنے گھر تشریف لائے تو گھر کے طاقچے پر ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا جب ہوا چلی تو اس سے پردہ ہل گیا جس سے حضرت عائشہؓ کے بچپن کے کھلونے نظر آگئے آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ اے عائشہؓ! یہ کیا ہے؟ جواب نے حضرت عائشہؓ نے جو بات کہی آپ اس سے مسکرا پڑے۔ یہ ایک طرح کی دلچسپی تھی۔ علماء کا اس حدیث کے بارے میں یہ قول ہے کہ اس حدیث میں جس بات کا ذکر ہے وہ تصویر کی ممانعت سے پہلے کی بات ہے۔

شوہر کو اگر عطر وغیرہ سے رغبت ہو تو مسنون ہے کہ اپنی عورت کو بھی دے بلکہ اسے لگا دے تو اس کا بہت ثواب ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی خاوند اپنی عورت کو عطر لگا دے تو جب تک

اس کے بدن میں خوشبو رہتی ہے تو فرشتے شوہر کے حق میں عبادت لکھتے رہتے ہیں۔ اور اگر عورت اپنی کمائی سے اپنے آپ کو عطر لگائے تو صرف اسی کو ثواب ملتا ہے۔ (مسند احمد)

واضح ہو کہ مزاح و حسن اخلاق اور عورتوں کی خواہشات کے اتباع میں اس حد تک آگے نہ بڑھ جائے کہ اہلیہ کے اخلاق متاثر ہوں اور اس کی عظمت دل سے نکل جائے۔ یہ حسن معاشرت کے لیے بہت زیادہ مضر ہے بلکہ ان امور میں بھی اعتدال ضروری ہے اس طرح کہ جب بھی کوئی غیر شرعی حرکت دیکھے تو ناراض ہو جائے ورنہ منکرات پر اعانت کا دروازہ کھلے گا۔ شوہر کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ مرد کو چاہیئے کہ عورت کے مقابلے میں ماں باپ کی زیادہ عزت کرے اور ان کی عظمت و وقعت دل میں رکھے۔ بالکل اہلیہ کا غلام نہ بن جائے جس کا شکار آج کل کے اکثر مسلمان ہیں۔ آخرت کی کامیابی اور عذاب الہٰی سے نجات کے لیے اس غلط حرکت سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولت اور عورت کے غلام کے لیے سب سے زیادہ ہلاکت ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت حسن بصریؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کا اس قدر مطیع ہو کہ اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہے تو اللہ اسے دوزخ میں اوندھا گرا دیں گے۔ (احیاء العلوم)

یہ وعید بالخصوص ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگ عورتوں سے دل لگی میں اپنا تمام وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے لیکن انھیں آخرت کی تیاری کے لیے فرصت ہی نہیں ملتی۔ تمام وقت عورتوں کی غلامی میں گزار دیتے ہیں جیسا کہ آج کل کے کچھ گندم نما جو فروش مسلمانوں کا حال ہے۔ ایسے ہی

لوگوں کے متعلق حضرت ابراہیم بن ادھم رح فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ بیویوں کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھے رہنے والے ہیں ان سے کسی خیر کی توقع مت رکھو۔ (احیاء العلوم)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد کا تو حق یہ تھا کہ اس کی اتباع کی جائے نہ یہ کہ وہ خود عورت کا تابع بنے۔ جو عورت کا تابع بنے وہ مرد نہیں بلکہ غلام ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم مقرر کیا ہے نہ کہ غلام۔

(احیاء العلوم، ج ۲)

۱۳۔ بیوی کی عادات پر صبر وضبط کرنا

اگر بیوی کے کسی قول وفعل، بدخوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر وتحمل اور برداشت سے کام لے کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے فرمان نبوی ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِی الضِّلَعِ اَعْلَاہُ فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ وَاِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ۔

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورتوں سے حُسنِ سلوک کرو۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ پس اگر اسے سیدھا کرنا چاہو تو توڑ دو گے اور اگر (اپنے حال پر) چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھا رہے گا پس عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔

(بخاری شریف)

میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کا جب آغاز ہوتا ہے تو بیوی بعض اوقات گھریلو نشیب و فراز کو سمجھ نہیں پاتی اور بیوی کی بعض باتیں مرد کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے سمجھدار عورتیں اپنی عادتوں کو خاوند کے مطابق تبدیل کر لیتی ہیں جس سے گھر کا نظام پرسکون ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر مرد کو عورتوں کی عادتوں پر مسلسل صبر کرنا چاہیئے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کوئی بہتر صورتحال پیدا فرما دے۔

بیوی کی بدمزاجی پر صبر

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (میرے امتیوں میں سے) جس شخص نے اپنی بیوی کی بدمزاجی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر دے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے صبر کرنے پر دیا تھا۔ اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بداخلاقی اور غصہ پر صبر کیا اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضؓ کو عطا ہوا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود ہی عورتوں کے غصہ اور بدمزاجی پر صبر کرتا ہوں تم بھی مجھ جیسے بن جاؤ۔ (احیاء العلوم)

حدیث

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے مردوں میں سے سب سے افضل وہ مرد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اسے دینی نصیحتیں کرتا ہے اور خوف دلاتا ہے اور عورت سے دکھ اور اذیت ملنے پر صبر کرتا ہے۔ جو شخص عورت کے دکھ پہنچانے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے آخرت میں غازی کا مرتبہ ملے گا۔

شوہر کے فرائض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ خاوند کو چاہیئے کہ اپنی عورت کو گالی نہ دے اور نہ خرافات ولغویات باتیں کرے یہ ایک ناسمجھ اور کم علم انسان کا کام ہے۔ معزز ومہذب انسان کبھی بھی ایسا نہیں کرتا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو گالی دیتا ہے آسمان کے تمام فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

فحش کلامی سے بچو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص فحش کلامی کرتا ہے یعنی قابل شرم باتیں منہ سے نکالتا ہے اور اس برے فعل پر نادم بھی نہیں ہوتا تو اس شخص پر خدا کی بہشت حرام ہے۔

دوزخ میں کچھ دوزخی ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست بہے گی اور اس کی بدبو کی وجہ سے دوسرے دوزخی لوگ نجات کے لیے فریاد کریں گے اور پوچھیں گے یا مالک! یہ کون لوگ ہیں جن سے ہم سخت پریشان ہیں۔ تو ارشاد باری ہوگا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں اپنی زبان سے فحش باتیں نکالتے تھے اور اس طرح لوگوں کی دل آزاری کرتے تھے۔

اچھا عمل

حضرت براء بن عازب رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آکر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور عذابِ دوزخ سے بچائے۔ ارشاد فرمایا اگرچہ تو نے چھوٹا جملہ بولا لیکن درخواست بہت لمبی چوڑی کی اب سن لے نیک کام تو خود کر اور دوسروں کو حکم دے۔ اور بری بات سے اجتناب کر۔ اور اگر اس کی طاقت ترے اندر نہ ہو

تو زبان کو خیر کے علاوہ نہ کھول۔ یہی تیرے لیے کافی ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

حکایت | حضرت یونس علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ ان کی خدمت میں بطور مہمان حاضر ہوئے۔ انھوں نے گھر والوں کی ضیافت کی لیکن وہ مہمان لوگ یہ دیکھ کر بہت حیرت میں رہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی اہلیہ نہایت ہی بدزبان اور زبان دراز ہے اور اپنے شوہر کو بڑی تکلیف پہنچاتی ہے اور ساتھ ہی یہ ہمیں بھی نہیں بخشتی لیکن اللہ کے یہ نیک پیغمبر ؑ حرفِ شکایت زبان پر لانے کی بجائے صبر کرتے ہیں اور خاموشی سے اپنی بیوی کی تمام بیہودہ باتیں سنتے ہیں۔ مہمانوں نے صورتِ حال کی وضاحت چاہی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ کوئی تعجب کی بات نہیں، میں نے ایک دفعہ اللہ عزّ وجلّ سے درخواست کی تھی کہ جو چیز آپ مجھے آخرت میں دینا چاہتے ہیں وہ دنیا میں ہی دے دیں۔ اس پر مجھے اس لڑکی سے نکاح کرنے کا حکم ملا ہے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی ہے اس وقت سے میں اپنی بیوی کی عادتوں پر صبر کر رہا ہوں۔

عورت زبان درازی سے بچے | زبان دراز عورت کو سمجھانا چاہیے کہ زبان درازی کوئی اچھی چیز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زبان دراز عورت کو زبان درازی ترک کرنے کی یوں ترغیب فرمائی:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ	حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک
رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ	آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! فلاں عورت
تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلٰوتِهَا وَ	کا بہت نماز پڑھنے، روزے رکھنے اور

صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ أَنَّهَا
تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا
قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ فَإِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ قِلَّةَ
صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا
وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ
الْأَقِطِ وَلَا تُؤْذِي بِلِسَانِهَا
جِيرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ ‌؂

خیرات کرنے کا چرچا ہے مگر وہ اپنی زبان سے
اپنے ہمسائے کو تکلیف دیتی ہے. فرمایا کہ
وہ جہنمی ہے. عرض گزار ہوا کہ فلاں عورت
کم روزے رکھنے. کم صدقہ دینے اور کم نمازیں
پڑھنے میں مشہور ہے. وہ پنیر کے ٹکڑے
ہی خیرات کرتی ہے. لیکن زبان سے اپنے
ہمسائے کو تکلیف نہیں پہنچاتی. فرمایا کہ وہ
جنتی ہے. (احمد، بیہقی. شعب الایمان)

حضور ﷺ کی پیاری پیاری اور دل و دماغ کو سکون پہنچانے والی دعاؤں کا مجموعہ، کتب احادیث سے دعاؤں والی روایات کو زیر نظر مجموعہ میں یکجا کیا گیا ہے۔

طالبین خیر و برکت و مغفرت کے لیے ایک نادر تحفہ

پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں

مولف: عالم فقری

انسان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو رحمتوں، برکتوں اور نورانی بنانے والی مبارک دعاؤں پر مشتمل ایک نایاب کتاب جسے پڑھ کر ہر موقع کی دعا پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا اور وہ ان گراں قدر جامع کلمات سے ہر قسم کی سفلی قوتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ بھی حاصل کرنے کا طریقہ سیکھ لے گا۔

﴿ناشر﴾

ادارہ پیغام القرآن

40 اُردو بازار لاہور

زندگی کی ہر مشکل، پریشانی، بیماری، رزق کی تنگی، جادو وغیرہ کا حل بذریعہ

قرآنی آیات

فقری اعمال قرآنی

عالم فقری

عالم فقری صاحب نے اس کتاب میں نہایت محنت سے قرآن مجید سے منتخب آیات کے وظائف اور ان کے پڑھنے کا طریق کار اور مشائخ عظام کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا ہے جو کہ طالب خیر و برکت کے لیے نادر تحفہ ہے۔

﴿ناشر﴾

ادارہ پیغام القرآن

40 اُردو بازار لاہور

تقاضہ محبت یہی ہے کہ محبوب کائنات ﷺ کی ہر ادا کو محبت سے اپنایا جائے۔ اُنکی ہر ایک ادا پر دل فدا کیا جائے۔ جان قربان کی جائے جو کام بھی حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کریں گے وہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا۔

آداب سنت

عالم فقری

اِس کتاب میں نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق معاشرتی زندگی کے آداب انفرادی و اجتمائی آداب' آداب گفتگو' کھانے کے آداب' رسول اکرم ﷺ کی خوراک' پینے کے آداب' مہمان نوازی کے اطوار' سونے کے آداب' دیگر سنتوں کو احادیث کی کتب سے منتخب کر کے نہایت آسان انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

صفحات 592 قیمت 165 روپے صرف

(ناشر)

ادارہ پیغام القرآن

40 اُردو بازار لاہور